ملفوظات سرکار نمازی

قرآن وحدیث کی روشنی میں

مؤلف

مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

ناشر

جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری

پھکولی شریف گورول مظفر پور بہار

حضرت سرکار شاہ محمد تیغ علی علیہ الرحمہ کے خلیفہ ومرید جلالۃ الارشاد
حضرت الحاج الشاہ محمد نمازی علیہ الرحمہ کے ملفوظات مقدسہ کی تحقیق وتشریح بنام

ملفوظاتِ سرکار نمازی
قرآن وحدیث کی روشنی میں

تحقیق وتشریح
مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی
صدر مفتی نوری دارالافتا سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی
شیخ الحدیث وصدر مفتی الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان ضلع تھانہ
قاضی شریعت مرکزی دارالقضا بھیونڈی ضلع تھانہ مہاراشٹر

زیر اهتمام
سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی
ناشر
جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری پھکولی شریف مظفر پور

- نام رسالہ: ملفوظاتِ سرکارنمازی قرآن وحدیث کی روشنی میں
- نام محرر: مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی
- پروف ریڈنگ: طلبۂ شعبۂ تحقیق نوری دارالافتاسنی جامع مسجد کوٹر گیٹ، بھیونڈی
- سن اشاعت: ۱۴۴۴ھ/۲۰۲۲ء
- زیراہتمام: سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی
- ناشر: جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری پھکولی شریف مظفر پور

ملنے کے پتے

- نوری دارالافتا سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی
- جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری پھکولی شریف مظفر پور
- دارالعلوم سرکارنمازی تھتیاں شریف مظفر پور بہار
- جامعہ عبداللہ بن مسعود گلشن کالونی ۹۲ ویسٹ چوپاگا، کولکاتا۔
- المجمع الاسلامی مبارک پوراعظم گڑھ یوپی

مؤلف سے رابطے

Cont:9510177400,Email:azhar.misbahi1@gmail.com

Noori Darul Ifta Sunni Jama Masjid

Kotergat Bhiwandi Dist: Thane , Maharashtra ,Pin421302

Al-Jamiatul Razvia

Behind DesaiShopping Centre Raza Nagar ,Bail Bazar

Valipeer Road kalyan Dist:Thane,Maharashtra India

فہرست مشمولات

ملفوظاتِ سرکاری نمازی قرآن وحدیث کی روشنی میں

انتساب

صاحب ملفوظ جلالۃ الارشاد
حضرت الحاج الشاہ صوفی محمد نمازی علیہ الرحمہ کے شیخ و مربی مرشد برحق
حضرت الحاج الشاہ محمد تیغ علی آبادانی علیہ الرحمہ سرکا نہی شریف مظفر پور بہار

کے نام

جو دین وسنیت کے فروغ واستحکام میں ہمیشہ سرگرداں رہے۔

خراج عقیدت

تحقیق وتخریج کا یہ حسین گلدستہ
مرد حق آگاہ، عارف باللہ حضرت جلالۃ الارشاد الحاج الشاہ محمد نمازی تیغی قادری علیہ الرحمۃ
[ولادت: ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ء، وصال: ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۹ء]

کی خدمت میں

جنھوں نے جہالت وگمرہی کے مکدر فضاؤں میں
امام احمد رضا محدث بریلوی کے افکار ونظریات کا شمع فروزاں کیا۔
گر قبول افتد زہے عز وشرف

نذر

صاحب ملفوظ کے فرزند و جانشین
عالم باعمل صوفی باصفا شیخ طریقت رہبر راہ شریعت حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی
حامد القادری مصباحی دام ظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ قادری تھتیاں شریف مظفر پور

کی نذر

جن کا تصلب فی الدین اور تقوی و طہارت مسلم ہے
جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت دین کے لیے وقف ہے۔

ابتدائیہ

فراغت[فضیلت یکم ستمبر ۲۰۰۰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور/ تخصص فی الفقہ الحنفی ۲۰۰۲ جامعہ رضویہ پٹنہ] کے بعد میں بہار کی معروف دینی دانش گاہ جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری پھکولی شریف گورول مظفر پور سے تدریسی سفر کا آغاز کیا اور تقریباً کوئی پانچ سال یہاں رہ کر تدریس کا پہلا پڑاؤ مکمل کیا، اس دوران شیخ المشائخ سرکار شاہ محمد تیغ علی علیہ الرحمہ اور ان کے خلفاء و مریدین کے دینی و مذہبی کارناموں سے واقف ہونے کا موقع بھی ملا۔

سلسلہ تیغیہ کے بزرگوں کی خدمات کا سرسری جائزہ لینے کے بعد اندازہ ہوا کہ ان علاقوں میں دین وسنیت کا فروغ واستحکام اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت انہی بزرگوں کی مرہون منت ہے، اگر یہ حضرات ان علاقوں میں تبلیغ دین کا فریضہ انجام نہ دیتے تو شاید یہ کہا جاتا کہ زمانہ جاہلیت کے رسومات ومعمولات ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں لیکن آج بحمدہ تعالیٰ یہاں کے مسلمان نہ صرف زبانی طور پر مسلمان ہیں بلکہ عقیدہ و نظریہ کے اعتبار سے بھی مضبوط ہیں اور عمل وکردار کے اعتبار سے بھی مستحکم ہیں یہی وجہ ہے کہ اس وقت مظفر پور کے ہر چہار جانب مسلک اعلیٰ حضرت کا بول بالا ہے۔ فللہ الحمد بذٰلک۔

سلسلہ تیغیہ کے جن بزرگوں نے مسلک اعلیٰ حضرت کی حفاظت وصیانت میں کلیدی کردار ادا کیا ہے ان میں ایک نمایاں نام جلالۃ الارشاد سرکار شاہ محمد نمازی علیہ الرحمہ کا ہے، جنھوں نے احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے بے شمار تبلیغی دورے کیے، گم گشتگان حق کو راہ حق کی ہدایت دی، تاریک دلوں میں حق کی شمع روشن کی۔ اور آج بے شمار

فرزندان توحید ورسالت آپ کے روحانی فیوض و برکات سے مستفیض و مستنیر ہیں اوران کے قلوب واذہان میں خوف خدا،عشق رسول اور محبت صحابہ کی لو باقی ہے۔

حضرت سرکار نمازی علیہ الرحمہ کے دینی و اصلاحی کارناموں میں ملفوظات کی بڑی اہمیت وافادیت ہے، یہ ملفوظات حضرت سرکار نمازی علیہ الرحمہ کی سیرت وسوانح پر مشتمل حیات جلالۃ الارشاد میں شائع بھی ہیں حضرت کے ملفوظات کی تعداد گوکہ بہت زیادہ نہیں ہیں مگر جامعیت اور اثر انگیزی کے اعتبار سے ایک علمی ذخیرہ سے کم نہیں ہے کیوں کہ ملفوظات کا تجزیاتی مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوا کہ بے شمار آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ،آثار صحابہ اور فرامین اولیا کا نچوڑ و ماحصل ہے،آپ کے ملفوظ کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوزہ میں سمندر بسا ہو۔اس لیے حضرت مفتی ہاشم المصباحی اور مفتی شمیم رضا مصباحی صاحبان نے ضرورت محسوس کی کہ ملفوظات مقدسہ کی مناسب تشریح وتوضیح کی جائے اور جن آیات کریمہ، احادیث مبارکہ اور اقوال صلحا کا آئنہ ہے وہ آئینہ پیش کیا جائے۔

تقریباً کوئی دس سال قبل گرامی مرتبت حضرت مفتی ہاشم المصباحی زیدمجدہ اور گرامی مرتبت حضرت مفتی شمیم رضا مصباحی زیدمجدہ کی مشترکہ دعوت تحریری آئی کہ حضرت سرکار نمازی علیہ الرحمہ کے ملفوظات پرایک جامع مقالہ قلمبند فرمادیں۔میں صاحب ملفوظ کا قائم کردہ ادارہ جامعہ مدینۃ العلوم پھکولی شریف مظفر پور میں تدریسی خدمات انجام دے چکا تھااس لیے میرا فرض بھی تھا اور صاحب ملفوظ کا حق بھی۔اس لیے حسب حکم میں نے حامی بھر لی اور کوئی دس بارہ صفحے کا مضمون لکھ کرارسال کردیا۔ملفوظات کی معنویت و جامعیت کے اعتبار سے وہ مضمون کافی نہیں تھااس لیے میری دیرینہ خواہش تھی کہ کبھی موقع ملتا تو تفصیلی گفتگو کرتا اور کچھ اضافہ کرکے باقاعدہ کتابی شکل دیتا۔

امسال شعبۂ تحقیق کے طلبہ مولانا محمد رضا مرکزی،مولانا محمد سلیمان مصباحی، مولانا محمد اعظم رضا مرکزی، مولانا شاہ مخدوم رضا جامعی، مولانا تنویر احمد ضیائی ،مولانا محمد شاکر احمد نوری نظامی سے اس کا اظہار خیال کیا تو سبھوں نے تائید کی اور پھر سبھوں کی معاونت سے بفضل الٰہی ملفوظات مبارکہ کی مزید تحقیق وتشریح اور تخریج کی،اس طرح ایک

مختصر رسالہ ترتیب دینے میں کامیاب ہو گیا۔

ملفوظات کی مناسبت سے مناسب آیتوں اوراحادیث کی تخریج کی گئی ہے، حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ برمحل اور مناسب عبارتوں سے ملفوظات کی تزئین کاری ہو، پھر بھی ہم یہ دعوی نہیں کر سکتے ہیں کہ ہم نے بھر پور حق ادا کیا ہے، یا صحیح عبارتیں پیش کیں اگر کسی صاحب کو کہیں کوئی خامی نظر آئے تو مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر لی جائے۔ ہم اپ کے شکر گزار رہوں گے۔

کتاب منظر عام پر لانے میں جن حضرات کا کسی نہ کسی حیثیت سے تعاون رہا ان کا ذکر نہ کروں تو بڑی ناسپاسی ہوگی۔

صاحب ملفوظ کے جانشین، شیخ طریقت حضرت علامہ مفتی حامد القادری مصباحی دام ظلہ العالی نے ایک جامع دعائیہ کلمات لکھ کر کتاب کے اعتبار واستناد پر مہر تصدیق لگا دی۔

نبیرۂ حضرت سرکار نمازی حضرت علامہ مفتی ہاشم المصباحی سربراہ اعلی جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری پھکولی شریف اور نبیرۂ حضرت سرکار نمازی مفتی شمیم رضا مصباحی سربراہ اعلی مدرسہ سرکار نمازی تھتیاں شریف ان دونوں حضرات نے اپنے اپنے قیمتی تقاریظ سے کتاب کی اہمیت وافادیت میں چار چاند لگا دیے۔

شیخ طریقت حضرت علامہ مفتی رحمت علی مصباحی بانی وسربراہ اعلی جامعہ عبداللہ ابن مسعود کولکاتا نے ایک مقدمہ لکھ کر کتاب کو باوزن بنایا۔

عزیز گرامی مولانا محمد نعمان رضا مصباحی زید علمہ واقبالہ نے طباعت کا صرفہ قبول کر کے اشاعت کے مرحلہ کو اسان بنا دیا۔

شعبہ تحقیق کے طلبہ ترتیب کے پورے سفر میں ساتھ رہے۔ اللہ تعالی ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

طالب دعا

محمد مبشر رضا ازہر

دعائیہ کلمات

جانشین حضرت سرکار نمازی حضرت علامہ مفتی حامد القادری مصباحی دام ظلہ
سجادہ نشین خانقاہ قادری تھتیاں شریف مظفر پور بہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ تعالیٰ والمنۃ کہ محبّ گرامی حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مبشر رضا مصباحی زید مجدہٗ کی قلمی کاوش بنام ''ملفوظات حضرت سرکار نمازی قرآن وحدیث کی روشنی میں'' نظر نواز ہوئی۔ ایک ہی نشست میں مکمل مضمون پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کے ایک نیک بندے اور شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے سچے خادم ومبلغ اور مرشد برحق کے ملفوظات کی روشنی میں شریعت وطریقت اور اخلاق وکردار اہل ایمان کو صاف صاف انداز میں بیان کر کے صاحب مضمون زید کرمہٗ نے بہت بڑی اچھی مذہبی ذمہ داری اور مسلکی خدمت انجام دی ہے۔ یقیناً مفتی صاحب تمام مخلص افراد امت کے شکریہ اور مبارکبادی کے مستحق ہیں۔ **اللھم زد فزد.**

آج کے دور انحطاط وعہد بے راہ روی میں چاپلوسی ومداہنت کی روش چھوڑ کر حق گوئی وبیباکی کو اختیار کرنا بلاشبہہ بڑے دل اور گردہ والوں کا کام ہے۔ ع

آئین جواں مرداں حق گوئی وبیباکی   اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

ہمیں سخت تعجب، حیرت اور افسوس ہے کہ مذہب حق مسلک اعلیٰ حضرت کے علمبردار اہل مدارس وذمہ داران خانقاہ نیز عوام اہل سنت کی کثرت کے باوجود، جلسوں، عرسوں، جلوسوں اور بڑے بڑے اشتہارات میں بڑے بڑے القاب وآداب کے ساتھ

نام درج کرانے والوں کی رات دن کی دھواں دھار زبانی گھن گرج دار تقریروں کی بہتات کے بعد بھی ہم اہل سنت سمٹتے جارہے ہیں اور ہمارے مخالفین بڑی تیزی و چالبازی کے ساتھ پڑھے لکھے لوگوں اور بے توفیق مالداروں کو اپنے دام فریب میں پھانسنے میں کامیاب ہوتے جارہے ہیں۔ ہم ذمہ داران اہل سنت کو اس پر غور کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

حدیث شریف میں ہے: "**الساکت عن الحق شیطان اخرس**" حق بات بولنے سے خاموشی اختیار کرنے والا گونگا شیطان ہے۔ جو مدارس، خانقاہ، علما، شعراء، اور عوام اہل سنت اپنی ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں وہ میرے مخاطب ہرگز نہیں ہیں لیکن جن خانقاہوں، مدرسوں، جلسوں، جلوسوں کو صرف پیٹ پالنے اور عیش و عشرت کی زندگی کا سامان فراہم کرنے کا اڈہ بنالیا گیا ہے ان کے ذمہ داروں سے میں غالبا ادب کے ساتھ یہ گزارش کرنے میں حق بجانب ہوں کہ ہمارے بزرگوں نے جس گلشن کی آبیاری میں اپنا خون اور پسینہ بے دریغ خرچ کیا تھا اس گلشن کی سرسبزی و شادابی کے لیے ہم صرف زبانی جمع خرچ کرنے کے علاوہ کوئی مثبت اقدام اور مفید منصوبہ پر عمل پیرا نہیں ہیں؟

قرآن پاک نے فرمایا تھا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو کم قیمت میں مت بیچو۔ آج ہمارے یہاں علی الاعلان ہزاروں لاکھوں میں تقریریں اور نعتیں بیچی جارہی ہیں۔ قرآن نے فرمایا تھا دن کو اللہ نے کام اور طلب روزی کے لیے روشن کیا اور رات کو سکون حاصل کرنے کے لیے بنایا مگر جلسہ، جلوس میں اور شادی بیاہ کے نام پر پوری پوری رات جاگ کر قانون خداوندی کی دھجی اڑائی جاتی ہے اور کہیں سے اس کے خلاف نہ کوئی آواز بلند ہوتی ہے اور نہ اس پر بند باندھنے کے لیے کوئی تحریک معرض وجود میں آتی ہے۔ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا تھا بلندی چاہتے ہو تو مومن بن جاؤ۔ آج ہمارے یہاں ترقی و بلندی کو دولت و ثروت، عمدہ لباس و پوشاک، شاندار طرز رہائش، عمدہ سواری اور فلک بوس عمارت میں محدود و مقید کر دیا گیا ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا تھا کم محنت اور کم خرچ والی شادی میں زیادہ برکت ہوتی ہے۔ ہم لوگوں نے عملاً اس ارشاد رسول کو غلط قرار دیا ہے اور خوب سے خوب تر خرچیلی شادی کو شاید باعث برکت سمجھ رکھا ہے۔ مسجدیں ہماری ویران ہیں اور

مزاروں پر عورتوں مردوں کی بھیڑ، چادر وگاگر، نذرانہ وفاتحہ اور فاسق وفاجر سجادہ زادگان کی دست بوسی وقدم بوسی کو ہی سنت کی علامت اور نجات کی ضمانت سمجھ لیا گیا ہے۔

پہلے لوگ کہتے تھے کہ مزدور کا پسینہ سوکھنے سے پہلے اس کی مزدوری دے دو۔ مگر اب ہمارے بہت سے مقبول عوام علما وشعراء جلسہ سے بہت پہلے بالفاظ دگر مزدوری سے ہفتوں اور مہینوں پہلے اپنی مزدوری بینک اکاؤنٹ میں جمع کرا لیتے ہیں۔ الغرض ع

پنبہ کجا کجا نہم تن ہمہ داغ دار شد

ملفوظات سرکار نمازی میں بدعقیدوں کی صحبت سے سخت نفرت و پرہیز کی دعوت دی گئی ہے۔ آج کے آوارہ ذہنوں کو یہ بات ہضم نہیں ہوتی اور آزاد لوگ طرح طرح کی گندی قے کر کے سماج میں تعفن پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ ایسے لوگوں کو یہ باور کر لینا چاہیے کہ ایمان اور عقیدہ کی درستگی محض کرم خداوندی سے حاصل ہوئی ہے آدمی کی اپنی کوشش اور تلاش کو اس میں قطعاً کوئی دخل نہیں مکہ کا ابوجہل اور مدینہ کا ابن ابی سب کچھ دیکھ کے بھی ایمان نہ لا سکے اور روم کے صہیب، فارس کے سلمان، حبش کے بلال محض عطائے ربانی سے صاحب ایمان ہو گئے۔ سچ ہے۔ ع

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر

صاحب ''ملفوظات سرکار نمازی نے قرآن وحدیث کی روشنی میں'' آفتاب نیم روز کی طرح صحبت کی اثر اندازی کو واضح کرتے ہوئے نیکوں کی صحبت کے فوائد اور بروں کی صحبت کے مضر اثرات کو مدلل طور پر بیان فرما دیا ہے۔ خداوند قدوس صاحب کتاب کو دونوں جہان کی سرفرازیاں نصیب فرمائے اور مزید دینی قلمی خدمات کی راہ ان پر کشادہ فرمائے۔

آمین ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

و صلی اللہ تعالیٰ وسلم و بارک علیٰ سیدنا محمد و علیٰ اٰلہ و صحبہ و حزبہ و ابنہ الغوث الاعظم الجیلانی و علینا معھم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین و بحول لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم.

تقریظ جمیل

نبیرۂ حضرت سرکارنمازی حضرت علامہ مفتی ہاشم المصباحی دام ظلہ العالی
سربراہ اعلی جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری پھکولی شریف مظفر پور بہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:"**کلمة حكمةيسمعها الرجل خير له من عبادة سنة والجلوس ساعة عند مذاكرة العلم خير من عتق رقبة**" (رواه الديلمی)شریعت وحکمت کی ایک بات کا سننا سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔اور علم دین کی گفتگو کرنے والوں کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ مذکورہ حدیثِ رسول علیہ التحیۃ والثنا سے علما،صوفیا وبزرگان دین کے ملفوظات اور ان کی اہمیت و افادیت پہ خوب خوب روشنی پڑتی ہے۔خود احادیث کریمہ ملفوظات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ عظیم الشان شاہکار ہیں جنھیں محدثین کرام نے بڑی عرق ریزی،نہایت خوش اسلوبی اور کمال احتیاط کے ساتھ جمع وترتیب سے آراستہ فرمایا۔محدثین کی انتھک کوششوں ہی کا نتیجہ ہے کہ احادیث مبارکہ انسانی تاریخ میں کسی بھی شخصیت کے ملفوظات کو جمع کرنے کا سب سے بہتر مرقع بن کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئیں۔ملفوظات کی افادیت اور ان کی جمع وترتیب کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے مولانا فیضان المصطفیٰ زید مجدہ رقم طراز ہیں:

"بزرگوں کے ملفوظات ان کے عہد کے ترجمان ہوتے ہیں، ان سے بزرگوں کی زندگی گزارنے کے طریقے معلوم ہوتے ہیں،فکر وخیال کی دینی تربیت ہوتی ہے،معرفت و حقیقت کی راہیں کھلتی ہیں،ایک جملے کے اندر حقائق کا خزانہ سمودینا عارفین کے لیے آسان سی بات ہے۔اگر وہی جملے وہی فرمودات جو بزرگوں کی زبان سے نکلے تھے،صحیح طور پر مفہوم ومعلوم ہو جائیں تو ان کی روشنی میں تلاش حقیقت کا سفر آسان ہو جاتا ہے۔زندگی کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھائی جاسکتی ہیں۔حیات وکائنات کے لاینحل مسائل حل کیے جاسکتے ہیں۔انفس وآفاق کے

حقیقی راز معلوم کیے جا سکتے ہیں۔اسی اہمیت کے پیش نظر صوفیاے کرام کے ملفوظات کی ترتیب وتدوین کا سلسلہ چل پڑا جس کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی"۔

اسی سلسلۃ الذہب کی حسین کڑی ملفوظات سرکارنمازی بھی ہیں جو زیور طبع سے آراستہ ہوکر عوام وخواص کو دعوت فکر وعمل دے رہے ہیں۔

کشور عرفان کا تاجدار، مرد حق آگاہ، عارف باللہ حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمہ [ولادت: ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ء، وصال: ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۹ء] کا گلشن حیات علم وعمل، زہد و تقویٰ، پاکبازی وراست گوئی، تواضع وانکساری، تصلب دینی، ایفائے عہد، جرأت وبسالت اور احترام مشائخ واصاغر نوازی جیسے اوصاف حمیدہ کے خوبصورت اور حسین گل بوٹوں سے معمور تھا۔شریعت وطریقت کے پیکر محسوس کا نام ہے سرکارنمازی جن کے کردار وعمل اور ارشادات و فرمودات نے کتنے گم گشتگان راہ کو بدعملی و بےعملی کے قعر مذلت سے نکال کر شاہراہ ہدایت پر گامزن کردیا۔وہ بندۂ مومن کو فرشتہ صفت دیکھنا چاہتے تھے اس لیے اپنے حاضر باش مریدین و معتقدین میں عمل صالح کا رنگ بھرنے اور ان کی زندگی میں صحت مند انقلاب برپا کرنے کے لیے اکثر وبیشتر فرمایا کرتے تھے:"فرائض کی ادائیگی سے انسان صاحب نجات اور نوافل کے اہتمام سے صاحب درجات بنتا ہے"۔یوں ہی طالبان علوم نبویہ کو حصول علم کی ترغیب دیتے بالخصوص درجۂ حفظ کے طلبہ کو نصیحت دیتے ہوئے ارشاد فرماتے:"حافظ بنو حافظ ملت کی طرح" جلالۃ العلم حضور حافظ ملت کے اس فرمان کے تناظر میں کہ "الحمدللہ میں اپنی جوانی میں چھ گھنٹے میں پورا قرآن مجید مصلّیٰ پر کھڑا ہوکر پڑھتا تھا اور کھانسنے اور ناک صاف کرنے کی حاجت نہیں ہوتی تھی"۔ایں سعادت بزور بازو نیست۔تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔

ملفوظات سرکارنمازی کی تحقیق وتشریح کا گراں قدر کارنامہ جس مایۂ ناز شخصیت نے انجام دیا ان کے احوال وکوائف سے صرف نظر کرنا بڑی ناسپاسی ہوگی اس لیے ان کے احوال کی کچھ جھلکیاں نذر قارئین ہیں۔

فقیہ عصر مفتی مبشر رضا ازہر مصباحی زید مجدہ بڑے خوش اخلاق، ملنسار، سادگی پسند، منکسر المزاج، علم وعمل کے پیکر، کشور درس وافتا کے شہنشاہ اور ایک متبحر عالم ہیں جن کی ولادت ۱۰/اکتوبر ۱۹۷۸ء کو ضلع پورنیہ کی آسجہ نامی بستی میں ہوئی۔نیک اور صالح والدین کریمین کی آغوش تربیت میں پلے بڑھے۔ابتدائی تعلیم پورنیہ ضلع کے مختلف مکاتب و مدارس میں حاصل

کی۔ متوسطات کے لیے جامعہ امجدیہ گھوسی کا رخ کیا اور فیضان حضور صدر الشریعہ سے خوب مالا مال ہوئے۔ فضل الٰہی، کرم رسالت پناہی اور والدین کی دعاؤں نے اعلیٰ تعلیم کے لیے انھیں گلشن حافظ ملت از ہر ہند جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں ڈال دیا۔ چمنستان علم سے خوب خوشہ چینی کی سعادت حاصل کی۔ عرس حافظ ملت کے حسین اور پر کیف موقع سے دستار فضیلت سے شرف یاب ہوئے اور سند فراغت حاصل کی۔ پھر تخصص فی الفقہ کے لیے الجامعۃ الرضویہ مغل پورہ پٹنہ سیٹی تشریف لے گئے اور وہاں تخصص فی الفقہ کا دو سالہ کورس مکمل فرمایا۔ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کر لینے کے بعد متعدد مدارس میں درس و تدریس اور افتا و قضا کی خدمات انجام دیں۔ ان قابل ذکر دانش کدوں میں ایک عظیم الشان درس گاہ جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری بھی ہے۔ جس کی بنا سرکار نمازی علیہ الرحمہ نے قوم و ملت کی اہم ترین ضرورتوں اور سلسلۂ تبغیہ کے بہت سارے ارباب دانش اور باشعور افراد کی گزارش کے پیش نظر یکم محرم الحرام ۱۳۹۶ھ مطابق ۳ر جنوری ۱۹۷۶ء کو ضلع مظفر پور کی ایک غیر معروف کوردہ بستی پھکولی شریف میں ڈالی۔ جس نے اپنی ۴۷ر سالہ مدت قیام میں ایسے سینکڑوں علما، فضلا، ادبا، اور حفاظ و قرا قوم کے حوالے کیا جو اپنی جہد مسلسل اور عمل پیہم سے ایک عالم کو فیضیاب کر رہے ہیں۔ محقق و مشرّح زید مجدہ نے اسی جامعہ سے تدریسی سلسلہ کی شروعات فرمائی۔ جہاں ۴ر سال بحیثیت مفتی و نائب صدر المدرسین رہ کر طالبان علوم نبویہ کی علمی تشنگی بجھائی اور ان کے فتووں نے کتنے الجھے ہوئے مسائل کی گتھیاں سلجھائیں۔ اب تک درجن بھر کتابوں کی تصنیف و تالیف کا فریضہ انجام دیا۔ ممدوح زید شرفہ نے ملفوظات سرکار نمازی کی تحقیق و تشریح کا حق ادا کر دیا۔ ملفوظات کی تطبیق قرآنی آیات مع تفاسیر اور احادیث مبارکہ سے کرنا کوئی سہل کام نہ تھا جسے انھوں نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا جس کے لیے وہ قابل مبارک باد ہیں۔ اللہ رب العزت انھیں مزید تصنیف و تالیف، تحقیق و تدقیق اور خدمت دین کی توفیق بخشے، عمر خضر عطا فرمائے اور حوادثات زمانہ سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

محمد ہاشم المصباحی
۱۰ر صفر المظفر ۱۴۴۴ھ م ۶ر ستمبر ۲۰۲۲ء

تقریظ جلیل

نبیرۂ حضرت سرکار نمازی حضرت علامہ مفتی محمد شمیم رضا مصباحی دام ظلہ العالی
سربراہ اعلی مدرسہ سرکار نمازی تھتیاں شریف مظفر پور بہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامداً و مصلیاً و مسلماً

شاہراہ تحقیق سیدھی قبولیت کے آسمان تک جاتی ہے اسناد و حوالے تحریر و تقریر سے غبار تشکیک دور کر کے اعتباریت بخشتے ہیں۔ پھر ان کی حیثیت اپنوں کے لیے سرور قلب و روح کی ہوتی ہے تو دوسروں کے سر بھی بہر تسلیم خمیدہ ہوتے۔ ایک زمانہ تھا کہ بلند و بالا شخصیتوں کے بیانات کی اثر آفرینی ملاحظین کو ایسا گرویدہ بناتی کہ نہ مجال انکار ہوتا اور نہ حوالوں کی تشنگی، سانس کی ہر لے پہ صدّ قنا کے نغمے سنائی دیتے۔ اس کی واضح مثال امام جزولی علیہ الرحمہ کی دلائل الخیرات ہے۔ بے حوالہ مگر قبولیت کا یہ عالم ''یہ کتاب مسلمانوں میں قرآن کریم کے بعد سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب'' آپ نے اسناد و حوالے کا التزام نہیں کیا ہے اور اس کی توجیہ کرتے ہوئے خود مقدمۂ کتاب میں فرماتے ہیں ''**فالغرض فی هذا الکتاب ذکر الصلوٰة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فضائلها تذکرها محذوفة الاسانید لیسهل حفظها علی القاری.**'' اس کتاب کی غرض و غایت درود اور اس کے فضائل کا بیان ہے، ہم انہیں بغیر سند کے ذکر کریں گے تاکہ قاری کے لیے انہیں یاد کرنا آسان ہو۔ ایک سادہ پر اثر شخصیت سرکار سرکا نہی علیہ الرحمہ کے نامور نائب جلالۃ الارشاد شاہ محمد نمازی علیہ الرحمہ کی تھی جن کے گہر پاروں کی تشریح و تحقیق پیش نگاہ ہے۔ جلالۃ الارشاد علیہ الرحمہ جن کے کمالات کا حرف حرف سرکار

سرکا نہی علیہ الرحمہ کا عطیۂ خاص ہے۔ ع

ہزاروں طب کے نسخوں سے نگاہ یار کافی ہے

جن کی بزرگی پہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی مہر تصدیق ہے جن کے خوان کرم کے خوشہ چینوں میں صاحبان تصانیف کثیرہ حضور مفتی حامد القادری صاحب قبلہ مظفر پور، اور حضور مفتی اشرف القادری علیہ الرحمہ نیپال ہیں، جن کے محاسن جلیلہ کے مدح خوانوں میں شمس العلما حضرت مفتی نظام الدین علیہ الرحمہ الہٰ آباد ہیں، وہ ایک اسلاف کے نمونہ تھے، کم گفتن، کم خفتن، کم خوردن کے علمبر دار تھے۔

جواں سال محقق و الا مرتبت مفتی محبّ گرامی حضرت علامہ **محمد** مبشر رضا از ہر مصباحی صاحب نے آپ کے ملفوظات کو براہین سے مزین کیا اور تسہیل وتوضیح فرمائی ہے۔ مفتی صاحب قبلہ نے تحقیق کے سائے میں تحریری شعور کی آنکھیں کھولی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ہر تحریر میں دلائل وشواہد کی فراوانی دکھائی دیتی ہے۔ آپ کا قلم سبک رفتار ہونے کے باوجود حوالوں کا متحمل اور منقولات کی پناہ میں رہتا ہے۔ کہا جاتا ہے ’’**من لم یعرف اهل زمانه فهو جاهل**‘‘ جو اہل زمانہ کے مزاج و مذاق سے بے خبر ہو وہ جاہل ہے۔ علم و آگہی کی بہتات اور ذوق سلیم کا نتیجہ ہے کہ آپ کے نگارشات تقاضائے زمانہ کے ہمرکاب اور عصری ضرورتوں کے ہم آواز ہیں جس کے لیے بجا طور پہ آپ ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں۔

جلالۃ الارشاد علیہ الرحمہ کے ہدایات از دل خیزد بر دل ریزد کے نمونہ ہوتے ان کے بیانات سے ماخوذ قیمتی جملے پیش نظر ہیں تمام ارشادات قرآن و حدیث سے مستعار ہیں جس کی وضاحت حضرت مفتی صاحب قبلہ نے فرما کر علمی مذاق کے حاملین کی تسکین کا سامان فراہم کیا ہے، ارباب عقیدت کو کیف و سرور بخشا ہے اور مولانا روم علیہ الرحمہ کے اس شعر کی صداقت کو آشکارا فرمایا ہے۔ ع

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

[دلائل الخیرات بحوالہ حیات جلالۃ الارشاد]

تقدیم

شیخ طریقت حضرت علامہ مفتی رحمت علی تیغی قادری مصباحی دام ظلہ العالی
بانی و مہتمم جامعہ عبداللہ بن عباس کولکاتا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

زیرِ نظر رسالہ ''ملفوظاتِ سرکاری نمازی قرآن و حدیث کی روشنی میں'' محبِّ گرامی فاضل جلیل مفتی بے مثیل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی صاحب قبلہ (صدر مفتی نوری دار الافتا سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی و شیخ الحدیث صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الرضویۃ کلیان) کی قابل صد تحسین کاوش ہے۔ فاضل موصوف نے میرے پیر و مرشد مرد حق آگاہ، عارف باللہ، فانی فی اللہ حضور جلالۃ الارشاد الحاج الشاہ محمد نمازی تیغی قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کی زبان حق ترجمان سے صادر ہونے والے کلمات کو یکجا کر کے ان کی حقانیت وصداقت پر قرآن واحادیث کی آیات وعبارات کو پیش کر کے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ: ع

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود   گر چہ از حلقوم عبداللہ بود

یعنی حق کی معرفت وعرفان رکھنے والی شخصیات کی زبان سے جو کلمات و ملفوظات صادر ہوتے ہیں وہ درحقیقت اللہ اور رسول کے کلمات ہوتے ہیں۔

علامہ موصوف نے اس رسالہ میں سرکار نمازی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ۱۵ر ملفوظات پر گفتگو فرمائی ہے۔ اور ہر ملفوظ کے متعلق قرآن شریف کی آیات اور احادیث کریمہ کی عبارت کو پیش کر کے واضح کر دیا ہے کہ سرکاری نمازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کوئی ملفوظ بھی قرآن وحدیث سے ہٹ کر نہیں ہے۔

مفتی صاحب قبلہ کی اس کاوش سے جہاں یہ ثابت ہو رہا ہے کہ آپ قرآن و احادیث کے علوم میں مہارت اور کمال رکھتے ہیں وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ اولیاء کرام

اور بزرگانِ دین سے کامل محبت اور پختہ عقیدت رکھنے والے ہیں۔

مفتی مبشر رضا ازہر مصباحی صاحب زید مجدہ واطیل عمرہ نہ سرکاری نمازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں اور نہ ان کے مدرسہ سے پڑھے ہوئے اور نہ ہی سرکار سے ان کا کوئی خاندانی رشتہ ہے ہاں انہیں سرکار علیہ الرحمۃ سے اگر کوئی نسبت ہے بس یہ کہ آپ نے ان کے قائم کردہ ضلع مظفر پور ہی نہیں بلکہ صوبۂ بہار کے عظیم الشان دینی ادارہ جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری پھکولی شریف میں کچھ سالوں تک تدریس وافتا وغیرہ کی خدمات انجام دی ہیں۔تصنیف کی دنیا میں انہوں نے بہت کام کیا ہے۔اور آئندہ بھی بہت سارے کام ان کے منصوبوں میں ہیں۔ پھر بھی تحریر کے ذریعہ سرکار نمازی علیہ الرحمہ کی عظمت و بزرگی کا گن گانا اوران کے تبلیغ وارشاد و دینی خدمات کو اجاگر کرنا یہ واضح کرتا ہے کہ بے شک آپ کے رگ و پے میں قدرت نے حق شناسی و فاداری اور بزرگان دین کے ساتھ عقیدت کیشی کا عنصر کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ ماشاء اللہ! پوری کتاب کا قلت وقت اور کثرتِ مصروفیت کی وجہ سے غائرانہ تو نہیں البتہ طائرانہ مطالعہ ضرور کیا ہے۔ یہ کتاب جہاں سرکار نمازی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مریدین کے لیے رہنما اور مشعل راہ ہوگی وہیں غیر مریدین کو اس کے مطالعہ سے دینی شعور حاصل ہوگا اور انہیں عبارت وریاضت،تقویٰ و طہارت اور ذکر وفکر کا جذبۂ صادقہ نصیب ہوگا۔

رب قدیر موصوف کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور سرکار سرکا نہی اور سرکار نمازی علیہما الرحمۃ والرضوان کے روحانی فیضان و برکات سے خوب خوب حصہ عطا فرمائے۔اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔آمین

فقط

العارض محمد رحمت علی تیغی قادری مصباحی

خادم جامعہ عبداللہ بن مسعود

گلشن کالونی ۹۲ ویسٹ چوپا گا،کولکاتا۔

۱۴؍صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۱؍ستمبر ۲۰۲۲ء

عرض ناشر

مولانا محمد نعمان رضا مصباحی زید علمہ
استاذ جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری پھکولی شریف گورول مظفر پور

''ملفوظات'' ملفوظ کی جمع ہے اس کا لفظی معنی بولا ہوا، جبکہ تصوف کی زبان میں یہ ایک مخصوص اصطلاح ہے اس سے مراد اللہ کے مقبول بندوں اور برگزیدہ شخصیات کے زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے وہ کلمات جو اسرار الٰہی کا سرچشمہ، معرفت خداوندی کا گنجینہ اور علمی وروحانی تربیت کا گراں قدر خزانہ ہوتا ہے، جن میں تجلیات الٰہیہ اور انوار ارشادات مصطفویہ کا فیضان نظر آتا ہے، یہ ہمارے بزرگوں کی ایسی وراثت ہیں جن میں ہماری تہذیب وثقافت، علمی ودینی وراثت، عوام الناس کی رشد وہدایت اور ہماری تاریخ پوشیدہ ہوتی ہے، جس کی پاسداری بے حد ضروری ہے۔

سرکار نمازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ کے محبوب ترین بندوں میں سے ایک ہیں، آپ کی ذات مقدسہ تصوف وسلوک، معرفت وحقیقت، شریعت وطریقت سے عبارت تھی، جنہوں نے ان کا دیدار کیا یہ ان کے لیے بڑا اعزاز وحسین تمغہ رہا، آپ نے پوری زندگی اپنے مریدین ومعتقدین کو روحانیت کا جام پلایا اور اسلام کی تبلیغ واشاعت میں گران قدر خدمات انجام دیں، تبلیغ دین کے علاوہ جب آپ خلوت وجلوت ہوتے تو جو کچھ آپ کے قلب مبارک میں من جانب اللہ القا ہوتا اسے لسانا بیان اور مریدین ومحبین کی تربیت فرماتے، ایسی نشستوں میں آپ جو کچھ ارشاد فرماتے وہ اپنے آپ میں بیش قیمت سرمایا ہوتا اور علوم وفنوں کا نادر خزانہ ہوتھا، زیر نظر مجموعہ آپ ہی کی زبان بابرکت سے نکلے ہوئے کچھ ملفوظات کا مجموعہ ہے۔

استاذ گرامی فقیہ عصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی زید مجدہ

نے اپنی بے پناہ علمی ودینی اورفقہی مصروفیات سے کچھ وقت نکال کر امت مسلمہ کی خیرخواہی اورنسل نو کی روحانی تربیت کی خاطر ملفوظات سرکار نمازی کی قرآن وحدیث کی روشنی میں تحقیق وتشریح کا گراں قدر کارنامہ انجام دیا،مولیٰ تعالیٰ حضرت کی اس کاوش نایاب کوقبول فرمائے،علم وعمل اورعمر میں برکتیں عطافرمائے۔

کسی بھی کتاب کومنظر عام پرآنے کے لیےسب سے بڑامالی اخراجات کاہوتاہےمگر یہاں اس امر کااظہار فائدہ سے خالی نہیں بلکہ عین ہدیۂ تشکروامتنان بھی اورقارئین کی دلچسپی کا سبب ہوگا کہ شیخ طریقت حضرت علامہ ومولانامفتی محمد ہاشم المصباحی زیدہ مجدہ سے ملاقات کے لیے مفکر قوم وملت حضرت مولانا روشن ضمیر نوری اطال اللہ عمرہ جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری پھکولی شریف تشریف لائے،ملاقات کے دوران ان کی نظر ”ملفوظات سرکار نمازی قرآن وحدیث کی روشنی میں“ کےمسودہ پڑی،انہوں نے سرسری طور پر دیکھنے کے بعد پوچھا کہ اس کی طباعت ہوچکی ہے یاابھی باقی ہے؟ حضرت کاجواب سنتے ہی انہوں نے کہا کہ میرے والدین محترم محمد عمر مرحوم،محترمہ جمن میمونہ خاتون مرحومہ کےایصال ثواب کے لیےاس کی طباعت کی ذمہ داری میری رہے گی،مولیٰ عزوجل ان کے والدین کوغریق رحمت فرمائے اوران کےعظیم تعاون کوقبول فرمائے،دنیا وآخرت میں بہترین صلہ عطافرمائے،اورمزید خدمت دین کی توفیق بخشے،آمین یارب العالمین۔

طالب دعا

محمد نعمان رضا مصباحی

استاذ جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری پھکولی شریف گورول مظفرپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

ماضی قریب میں اسلامی عقائد ونظریات کی ترویج واشاعت، دین و مسلک کی نصرت وحمایت، افراد واشخاص کے اخلاق وکردار سازی میں جن بزرگوں نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں، ان میں ایک نمایاں اسم بامسمیٰ جلالۃ الارشاد حضرت صوفی شاہ محمد نمازی علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات ہے، جنہوں نے تعمیری، تبلیغی، اور اصلاحی ہر میدان، میں بے مثال قربانیاں اور بیش بہا خدمات انجام دیں اور امت مسلمہ کی خوشگوار زندگی، نفیس مزاج، دینی ماحول، پاکیزہ طبیعت، تعلیم کی حصولیابی، شخصیت کی تعمیر وترقی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے، بلاشبہ ایسی شخصیت کی خدمات، تعلیمات، اور نوازشات سے نئی نسل کو روشناس کرانا خوش ائند امر ہے۔

جلالۃ الارشاد حضرت صوفی شاہ محمد نمازی علیہ الرحمۃ معاصرین کے درمیان اخلاق وکرداراور محامد ومحاسن کے اعتبار سے منفرد وممتاز تھے، ’’عبادات وفضائل اعمال کے علاوہ خداوند قدوس نے سرکار نمازی کو عدل وانصاف، عفو وحلم، جود وسخاوت، مروت و شرافت، صبر واستقامت، شجاعت وبہادری، مہمان نوازی وخرداں نوازی، ایفائے عہد، حسن معاملہ، نرم گفتاری، خوش روئی، مساوات، سادگی وبے تکلفی، تواضع وانکساری، اور حیاداری کے صفات پسندیدہ واوصاف مرضیہ سے آراستہ فرمایا۔

(حیاتِ جلالۃ الارشاد ص ۴۴)

جلالۃ الارشاد صوفی شاہ محمد نمازی علیہ الرحمہ مختلف الجہات اور متوازن شخصیت تھے، ان کی خدمات کا دائرہ مختلف جہتوں پر مشتمل ہے، فقیر راقم الحروف تمام جہت تو دور کسی ایک جہت پر بھی سیر حاصل گفتگو نہیں کر سکتا، تاہم خراج عقیدت کے طور پر چند غیر مربوط جملے حاضر خدمت ہیں:

جلالۃ الارشاد صوفی شاہ محمد نمازی علیہ الرحمہ کی زندگی کا ایک قیمتی سرمایہ ان کے گراں قدر ملفوظات ہیں، جو زیور طباعت سے آراستہ بھی ہیں، ان کے ملفوظات پر طائرانہ نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسے صوفی تھے جو شریعت اور طریقت میں یکساں معلومات رکھتے تھے، ان کی ظاہری زندگی پر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ زندگی کا کوئی بھی حصہ تصلب فی الدین، اور عمل بالشریعۃ سے خالی نہیں ہے۔ ان کی علمی، عملی اور روحانی تعلیمات ہی کا نتیجہ ہے کہ ان کے گھر میں علم وعمل، فضل وکمال اور زہد و ورع کا شمس وقمر حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی حامد القادری دام ظلہ العالی کی شکل میں موجود ہے جو اپنی خداداد صلاحیت ولیاقت کی بنیاد پر تحریری، تدریسی، تقریری، تبلیغی اور اصلاحی میدان میں احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ اور حضرت کی سرپرستی میں گرامی قدر حضرت مولانا محمد ہاشم مصباحی سربراہ اعلیٰ جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری، پھکولی شریف گورول، مظفر پور، اور گرامی وقار حضرت مولانا مفتی شمیم رضا مصباحی صدر المدرسین جامعہ مدینۃ العلوم پھکولی شریف بھی خدمت دین میں مصروف عمل ہیں۔

عام طور سے ہندوستان کی خانقاہوں میں بہت کم ایسا دیکھا گیا ہے کہ علم کے ساتھ ساتھ عمل پر بھی خاص توجہ دی گئی ہو، مگر خانقاہ قادری تھتیاں شریف مظفر پور بہار جس طرح علمی اعتبار سے پختہ نظر آتا ہے اسی طرح عملی میدان میں بھی منفرد اور نمایاں نظر آتا ہے۔

بزرگوں کے ملفوظات امت مسلمہ کی رشد وہدایت کے لیے ایک مؤثر ذریعہ ہیں اور مسلک ومذہب کی تعمیر کے لیے ایک قیمتی سرمایہ بھی، اس لیے آیئے سرکار نمازی علیہ الرحمہ کے ملفوظات کا علمی اعتبار سے سرسری جائزہ لیتے ہیں۔

﴿ملفوظ نمبر۱﴾

''شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کی اتباع روح انسانی کی حیات وسعادت ہے''۔

مذکورہ ملفوظ بے شمار آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کا مجموعہ ہے اور بلاشبہہ ایمان و ایقان کا تقاضہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کی جائے ، اور کسی قول وفعل کی مخالفت نہ کی جائے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی ہی اصل ایمان اور کامیابی کی ضمانت ہے، انسان کی اصل زندگی کی بہاریں اتباع مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہیں، کیونکہ آپ ہی کی ذات قدوۃ ہے، یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی فی نفسہ اسوہ حسنۃ ہیں اور آپ ہی کی اقتدا لائق تقلید ہے قران کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ'' [الاحزاب:۲۱]

ترجمہ کنز الایمان: بے شک تمہیں رسول کی پیروی بہتر ہے۔

اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰه'' [آل عمران:۳۱]

ترجمہ کنز الایمان: ''اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھے گا۔''

اس آیت کے تحت تفسیر درمنثور میں ہے:

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، اور حاکم نے حضرت ابورافع سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے ہو اور اس کے پاس میرا حکم پہنچے جس کا مجھے حکم دیا گیا یا اس سے منع کیا گیا ہو تو وہ کہے ہم کچھ نہیں جانتے ہم تو صرف اسی پر عمل کریں گے جو ہم کتاب اللہ میں پاتے ہیں۔[تفسیر درمنثور، ج۲ص۵۰]

امام احمد حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر موسیٰ تمہارے سامنے زندہ ہوتے تو میری اتباع کرنے کے سوا ان کے لئے کوئی امر جائز نہ ہوتا۔ [تبیان القران ج۲،ص۱۱۸]

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

و من یطع اللہ و الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین و الشھدآء و الصلحین وحسن اولئک رفیقا [النساء: ۷۰]

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیا اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں ہے:

''آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول کچھ اس طرح ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ تاجدارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے ساتھ کمال درجے کی محبت رکھتے تھے اور انہیں جدائی کی تاب نہ تھی۔ ایک روز اس قدر غمگین اور رنجیدہ حاضر ہوئے کہ چہرے کا رنگ بدل گیا تھا تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے دریافت فرمایا، آج رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟ عرض کیا: نہ مجھے کوئی بیماری ہے اور نہ درد سوائے اس کے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سامنے نہیں ہوتے تو اِنتہا درجہ کی وحشت و پریشانی ہو جاتی ہے، جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں میں کس طرح دیدار پاسکوں گا؟ آپ اعلیٰ ترین مقام میں ہوں گے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے جنت بھی دی تو اس مقام عالی تک رسائی کہاں؟ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

اور انہیں تسکین دی گئی کہ منزلوں کے فرق کے باوجود فرمانبرداروں کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضری اور معیت کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا اور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے مخلص فرمانبردار جنت میں ان کی صحبت و دیدار سے محروم نہ ہوں گے۔

حدیث شریف میں ہے:

آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے۔

[تفسیر صراط الجنان جلد۲،ص۲۴۲]

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال ان رسول اللهِ صلی الله علیهِ وسلم قال: کل امتِی یدخلون الجنة، اِلا من ابیٰ .قالوا یا رسول الله! و من یأبی؟ قال: "من اطاعنِی دخل الجنة ومن عصانِی فقد ابی" [صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ح ۷۲۸۰]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا ہر شخص جنت میں داخل ہوگا مگر جس نے میرا انکار کیا وہ نہیں داخل ہوگا صحابہ کرام نے دریافت کیا؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون شخص ہے؟ جس نے آپ کا انکار کیا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری تابعداری کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے میرا انکار کر دیا ہے۔

●●●●●●

﴿ملفوظ نمبر۲﴾

''مسلمان اس لئے پیدا ہوا ہے کہ اسکی زندگی کی ہر سانس ذکر خدا اور ذکر رسول اور اعلاء کلمۃ الحق میں بسر ہو''۔

مذکورہ بالا ملفوظ میں حضرت سرکار نمازی نے تخلیق انسان کے مقصد کا اظہار بڑے سادہ انداز میں بیان فرمایا ہے حقیقت یہی ہے کہ انسان کی تخلیق عبادت اِلٰہی اور رضاء اِلٰہی کے لیے ہوئی ہے، ایک لمحہ بھی انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ عبادت اِلٰہی سے خالی ہو، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''**وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ**'' (الذاریات:٥٦)

ترجمہ کنز الایمان: اور میں نے جن اور آدمی اس لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

اس آیت کے تحت تفسیر مظہری میں ہے:

''میں نے جن و انس کو اس لئے پیدا کیا تا کہ انہیں اپنی عبادت کا حکم دوں اور اپنی طرف انہیں بلاؤں یعنی انہیں احکام کا مکلّف بنانے کے لئے پیدا کیا اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی کرتا ہے۔

''**وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَـهاً وَاحِداً**'' [توبہ:۳۱]

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ ایک اللہ کو پوجیں۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ایک ایسا قول ذکر کیا ہے۔ مجاھد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ میں نے انہیں اس لئے پیدا کیا تا کہ لوگ مجھے پہچانیں، جب کہ کفار بھی اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کو پہچانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''**وَ لَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّه**'' [زخرف:٨٧)

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر تم ان سے پوچھو انہیں کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں

گے اللہ نے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس کا معنی ہے کہ وہ میرے بندے بن جائیں یا میرے لئے خشوع وخضوع کا اظہار کریں۔'' [تفسیر مظہری ج۹ ص۱۳۳]

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''فاذکرنی واذکرکم واشکرولی و لا تکفرون'' [البقرۃ:۱۵۲]

ترجمہ کنز الایمان: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔ اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

اس آیت کے تحت صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''ذکر تین طرح کا ہوتا ہے۔ (۱) لسانی (۲) قلبی (۳) بالجوارح۔

ذکر لسانی تسبیح تقدیس ثناء وغیرہ بیان کرنا ہے خطبہ توبہ دعا وغیرہ اس میں داخل ہے۔ ذکر قلبی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا اس کی عظمت وکبریائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا علماء کا استنباط مسائل بھی اسی میں داخل ہے نماز تینوں قسموں کے ذکر پر مشتمل ہے تسبیح وتکبیر ثناء وقرأت تو ذکر لسانی اور خشوع خضوع اخلاص ذکر قلبی اور قیام رکوع سجود وغیرہ کا ذکر بالجوارح ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم اطاعت بجا کر مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی امداد کے ساتھ یاد کروں گا۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسے ہی یاد فرماتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ [خزائن العرفان مع کنز الایمان ص۴۲]

ذکر الٰہی کی فضیلت واہمیت کو اللہ تعالیٰ خود قرآن پاک میں بیان فرماتا ہے:

''ولذکر اللہ اکبر واللہ یعلم ما تصنعون'' [العنکبوۃ: ۴۵]

ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ خزائن العرفان میں فرماتے ہیں:

وہ افضل طاعات ہے ترمذی کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں وہ عمل جو تمہارے اعمال میں بہتر اور رب کے نزدیک پاکیزہ نہایت بلند رتبہ اور تمہارے لئے سونے چاندی دینے سے بہتر اور جہاد میں لڑنے اور مارے جانے سے بہتر ہے صحابہ نے عرض کیا بے شک یا رسول اللہ فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے۔

ترمذی کی دوسری حدیث میں ہے کہ: صحابہ نے حضور سے دریافت کیا تھا کی روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کن بندوں کا درجہ افضل ہے فرمایا بکثرت ذکر کرنے والوں کا صحابہ نے عرض کیا اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا فرمایا اگر وہ اپنی تلوار سے کفار و مشرکین کو یہاں تک مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون میں رنگ جائے جب بھی ذاکرین ہی کا درجہ اس سے بلند ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو یاد کرنا بہت بڑا ہے اور ایک قول اس کی تفسیر میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑا ہے اور ایک قول اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑا ہے بے حیائی اور بری باتوں سے روکنے اور منع کرنے میں۔ [تحت آیت خزائن العرفان]

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**الذین اٰمنوا و تطمئن قلوبھم بذکر اللہ، الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**" [الرعد:۲۸]

ترجمہ کنز الایمان: وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

اس آیت کے تحت صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں:

اس کے رحمت و فضل اور اس کے احسان و کرم کو یاد کر کے بے قرار دلوں کو قرار و اطمینان حاصل ہوتا ہے اگر چہ اس کے عدل و عتاب کی یاد دلوں کو خائف کر دیتی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: "**انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم**" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ مسلمان جب اللہ کا نام لے کر قسم کھاتا ہے دوسرے مسلمان اس کا اعتبار کر لیتے ہیں اور ان کے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ [تفسیر خزائن العرفان]

اسی آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے:

"**الا بذکر اللہِ تطمئن القلوب**" سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت وفضل اور اس کے احسان وکرم کو یاد کرکے بے قرار دلوں کو قرار اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ یونہی اللہ تعالیٰ کی یاد محبتِ الٰہی اور قربِ الٰہی کا عظیم ذریعہ ہے اور یہ چیزیں بھی دلوں کے قرار کا سبب ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ بھی کہا جائے تو یقیناً درست ہوگا کہ ذکرِ الٰہی کی طبعی تاثیر بھی دلوں کا قرار ہے، اسی لئے پریشان حال آدمی جب پریشانی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اس کے دل کو قرار آنا شروع ہو جاتا ہے، یونہی قرآن بھی ذِکراللہ ہے اور اس کے دلائل دلوں سے شکوک وشبہات دور کرکے چین دیتے ہیں، یونہی دعا بھی ذِکراللہ ہے اور اس سے بھی حاجت مندوں کو سکون ملتا ہے اور اسمائے الٰہی اور عظمتِ الٰہی کا تذکرہ بھی ذِکراللہ ہے اور اس سے بھی محبانِ خدا کے دلوں کو چین ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے متعلق دو اہم باتیں:

(۱) امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت عثمان مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کے ایک مرید نے عرض کی: کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل کی رغبت کے بغیر بھی میری زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا ہے، انہوں نے فرمایا: یہ بھی تو شکر کا مقام ہے کہ تمہارے ایک عضو (یعنی زبان) کو اللہ تعالیٰ نے ذِکر کی توفیق بخشی ہے۔

(۲) جس کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر میں نہیں لگتا اسے بعض اوقات شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ جب تیرا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر میں نہیں لگتا تو خاموش ہو جا کہ ایسا ذکر کرنا بے ادبی ہے۔ اس شیطانی وسوسے سے بچنا چاہیے۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس وسوسے کا جواب دینے والے لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو ایسے موقع پر شیطان سے کہتے ہیں خوب توجہ دلائی، اب میں تجھے بیزار کرنے کے لئے دل کو بھی حاضر کرتا ہوں، اس طرح شیطان کے زخموں پر نمک پاشی ہو جاتی ہے۔ دوسرے وہ احمق ہیں جو شیطان سے کہتے ہیں! تو نے ٹھیک کہا جب دل ہی حاضر نہیں تو زبان ہلائے

جانے سے کیا فائدہ اور یوں وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خاموش ہو جاتے ہیں۔ یہ نادان سمجھتے ہیں کہ ہم نے عقلمندی کا کام کیا حالانکہ انہوں نے شیطان کو اپنا ہمدرد سمجھ کر دھوکا کھالیا ہے۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں! اگر چہ ہم دل کو حاضر نہیں کر سکتے مگر پھر بھی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رکھنا خاموش رہنے سے بہتر ہے، اگر چہ دل لگا کر ذکر کرنا اس طرح کے ذکر سے کہیں بہتر ہے۔[صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ج ۵، ص ۱۱۸]

حدیث پاک میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ: اللہ کے کچھ فرشتے راستے میں ذکر اللہ والوں کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں پھر جب کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف آؤ، چنانچہ وہ فرشتے ان ذاکرین کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں آسمان دنیا تک وہ جاتے ہیں حضور نے فرمایا کہ رب تعالیٰ تو علیم وخبیر ہے مگر ان سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے وہ بندے کیا کہتے تھے فرمایا عرض کرتے ہیں کہ تیری تسبیح وتکبیر تیری حمد اور تیری بزرگی بیان کر رہے تھے فرمایا رب تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے فرمایا وہ عرض کرتے ہیں تیری قسم انہوں نے تجھے کبھی نہیں دیکھا فرمایا رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو کیا ہو فرمایا وہ عرض کرتے ہیں کہ وہ اگر تجھے دیکھ لیں تیری بہت عبادت کریں اور تیری بہت بڑائی بولیں اور تیری بہت ہی تسبیح کریں رب تعالیٰ فرماتا ہے وہ مانگتے کیا ہیں عرض کرتے ہیں تجھ سے جنت مانگ رہے تھے فرمایا رب تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے عرض کرتے ہیں یا رب تیری قسم نہیں دیکھی ہے فرمایا رب فرماتا ہے کہ وہ اگر جنت دیکھ لیں تو کیا ہو فرمایا وہ عرض کرتے ہیں کہ وہ اگر جنت دیکھ لیں تو اس کے بہت حریص اور بہت طلبگار اور اس میں بہت راغب ہو جائیں فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے فرمایا وہ عرض کرتے ہیں آگ سے، فرمایا رب تعالیٰ فرماتا ہے تو کیا انہوں نے آگ دیکھی ہے فرمایا عرض کرتے ہیں یا رب تیری قسم نہیں دیکھی ہے فرمایا رب فرماتا ہے اگر وہ لوگ دیکھ لیں تو کیا ہو فرمایا عرض کرتے ہیں اگر وہ لوگ دیکھ لیں تو اس سے بہت بھاگیں اس سے بہت ڈریں فرمایا پھر رب تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہیں

گواہ کرتا ہوں میں نے اس ان سب کو بخش دیا فرمایا کہ ان فرشتوں میں سے ایک عرض کرتا ہے کہ ان میں فلاں بھی تھا جو ذکر والوں سے نہ تھا وہ تو کسی کام کے لئے آیا تھا رب فرماتا ہے ذاکرین ایسے ہم نشین ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھ جانے والا بھی محروم نہیں رہتا۔[مراۃ المناجیح سوم،ص۳۰۹]

حکیم الامت حضرت یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''رب تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ ان کے گناہ بخشتا ہوں کہ اس میں شبہ ہوتا ہے کہ شاید پچھلے گناہ بخشے گئے بلکہ فرمایا انہیں بخشتا ہوں یعنی آئندہ گناہوں سے بچنے کی توفیق دونگا اور اگر کبھی اس سے کوئی گناہ ہو بھی جائے گا تو اس کی بخشش کا آج ہی فیصلہ کئے دیتا ہوں گناہ بخشا اور ہے اور یہاں گنہگار کو بخش دیا گیا ہے۔ ذکر اللہ سننے نہ آیا تھا بلکہ کسی کام سے جا رہا تھا راستہ میں یہ مجلس نظر پڑی تو کچھ دیر کے لئے بیٹھ گیا یا کھڑے کھڑے کچھ ذکر سن لیا یہ عرض و معروض اس کو بخشوانے کے لئے ہے معلوم ہوا کہ فرشتے ذاکرین کے بڑے خیر خواہ ہیں ہم کو بھی چاہیے کہ ان کے لئے دعائے خیر کریں۔ ان مجلس والوں کو تو ذکر کی وجہ سے بخش دیا اور اس گزرنے والے کو ان اچھوں کی صحبت کی برکت سے بخش دیا صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ نیک کی صحبت ساری عبادات سے افضل ہے دیکھو صحابہ کرام سارے جہاں کے اولیا سے افضل ہیں کیوں، اس لئے کہ صحبت یافتہ جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اصحاب کہف کا کتا بھی بہتر ہو گیا، اولیاء کی صحبت کی برکت سے، مرقات نے فرمایا اللہ کی صحبت اختیار کرو اگر نہ ہو سکے تو اللہ والوں کی صحبت کرو۔[مشکوۃ المصابیح باب الذکر جلد سوم،ص۳۱۲]

●●●●●●

﴿ملفوظ نمبر ۳﴾

''تمام اہل سنت کی خیر خواہی میں رضائے خدا اور رضائے مصطفیٰ ہے اور ان کے ساتھ اتفاق و محبت کمال ایمان کی علامت ہے''۔

درج بالا ملفوظ بے شمار احادیث نبویہ کی ترجمانی کر رہا ہے کیونکہ تمام ادیان میں سب سے بہتر دین، دینِ اسلام ہے اور جو اس دین کو قبول کرتا ہے وہ تمام امتوں میں بہتر ہو جاتا ہے، دین اسلام کا بنیادی مزاج اہل اسلام کے ساتھ خیر خواہی ہے اور اہل اسلام کے ساتھ خیر خواہی و خیر سگالی ہی رضائے الٰہی اور رضائے مصطفیٰ کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''**انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون.**'' [الحجرات:۱۰]

ترجمہ کنز الایمان: مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ خزائن العرفان میں فرماتے ہیں: آپس میں دینی رابطہ اور اسلامی محبت کے ساتھ مربوط ہیں یہ رشتہ تمام دنیوی رشتوں سے قوی تر ہے جب کبھی ان میں نزع واقع ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور پرہیز گاری اختیار کرنا مومنین کی باہمی محبت و مودت کا سبب ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر ہوتی ہے۔

اسی آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے:

اِنما المؤمِنون اِخوة: صرف مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ ارشاد فرمایا: مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہی ہیں کیونکہ یہ آپس میں دینی تعلق اور اسلامی محبت کے ساتھ مربوط ہیں اور یہ رشتہ تمام دنیوی رشتوں سے مضبوط تر ہے، لہٰذا جب کبھی دو بھائیوں میں جھگڑا واقع ہو تو ان میں صلح کرا دو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم پر رحمت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور پرہیز گاری اختیار کرنا ایمان والوں کی باہمی محبت اور الفت کا سبب ہے اور جو اللہ تعالیٰ

سے ڈرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔

مسلمانوں کے باہمی ربط وضبط اور خوشگوار تعلق کی اہمیت وافادیت کا ذکر حدیث پاک میں کثرت سے آیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والِہ وسلم نے ارشادفرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو رسوا کرے، جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں مشغول رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان سے مصیبت کو دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے مصائب میں سے کوئی مصیبت دور فرمادے گا اور جو شخص کسی مسلمان کا پردہ رکھتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا پردہ رکھے گا۔

دوسری حدیث حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والِہ وسلم نے ارشادفرمایا: سارے مسلمان ایک شخص کی طرح ہیں، جب اس کی آنکھ میں تکلیف ہوگی تو سارے جسم میں تکلیف ہوگی اور اگر اس کے سر میں درد ہوتو سارے جسم میں درد ہوگا۔

ایک اور حدیث حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والِہ وسلم نے ارشادفرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے باہمی تعلقات سمجھنے اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔[صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ج۹، ص۴۲۲،۴۲۳]

مسلم شریف میں ہے:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: "لا تدخلون الجنة حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا او لا ادلكم علی شیء اذا فعلتموه تحاببتم افشوا السلام بينكم." [الصحیح للمسلم ،ج۱، ص۵۴]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا جب تک ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہیں ہو گے اور تم اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہو گے، جب تک آپس میں محبت نہیں کرو گے کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جس پر عمل کر کے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ ایک دوسرے کو بکثرت سلام کیا کرو۔

اسی میں دوسری حدیث ہے:

عن تمیم الداری ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: "الدین النصیحة قلنا لمن قال للہ ولکتابه ولرسوله ولائمة المسلمین وعامتهم." [الصحیح للمسلم ج۱،ص۵۴]

ترجمہ: حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: دین خیرخواہی (کا نام) ہے ہم نے عرض کیا حضور کس کی خیرخواہی کریں آپ نے فرمایا اللہ کی، کتاب اللہ کی، رسول اللہ کی، ائمہ مسلمین کی اور عام مسلمانوں کی۔

جو لوگ خیرخواہی کی بجائے ضرر رسانی کرتے ہیں قرآن کریم میں اس کی سخت مذمت آئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَاناً وَ إِثْماً مُّبِیْناً" [الاحزاب:۵۸]

ترجمہ کنز الایمان: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

●●●●●●

﴿ملفوظ نمبر ۴﴾

”ہر حق والے کو اس کا حق دو، اکابرین کی تعظیم وادب کرو اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت ورحمت کے ساتھ پیش آؤ“

حضرت سرکار نمازی علیہ الرحمہ نے درج بالا ملفوظ میں حق دینی اور دینوی دونوں کا ذکر کیا ہے اور بلاشبہ انسان جب تک دنیوی حقوق سے بری الذمہ نہیں ہوگا قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ نہیں ہوگا۔ درج بالا ملفوظ مختلف احادیث کا مجموعہ مرکب ہے۔

”**واعط کل ذی حق حقہ**“ یعنی دنیا میں جس کسی کا کوئی حق کسی کے ذمہ میں ہو دنیا ہی میں اسے ادا کرو، کیونکہ جو شخص دنیا میں دوسرے کا حق جو اس کے ذمہ ہے اپنا حق ادا نہیں کرتا ہے قیامت میں ان سے ان کا حق دلایا جائے گا، یہ حق خواہ دنیاوی اعتبار سے ہو یا دینی اعتبار سے، عزت آبرو کا حق ہو یا مال ودولت کا۔

بخاری شریف میں ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”من کانت لہ مظلمۃ لاخیہ من عرضہ او شیء فلیتحللہ منہ الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا درھم، ان کان لہ عمل صالح اخذ منہ بقدر مظلمۃ، و ان لم یکن لہ حسنات اخذ من سیأت صاحبہ محمل علیہ.“ [ترمذی ۱/۳۳۱]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے ذمہ اپنے بھائی کا آبرو وغیرہ کسی بات کا مظلمہ ہو اسے چاہیے کہ یہیں اس سے معافی چاہے قبل اس وقت کے آنے کے، کہ وہاں نہ روپیہ ہوگا، نہ اشرفی، اگر اس کے پاس کچھ نیکیاں ہوں گی تو بقدر اس کے حق کے اس سے لے کر اسے دے دی جائیں گی ورنہ اس کے گناہ اس پر رکھے جائیں گے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیه وسلم: ”لتؤدن الحقوق الی اهلها یوم القیامة حتی یقاد للشاة الجلحاء من الشاة القرناء تنطحها.“

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک روز قیامت تمہیں اہل حقوق کو ان کے حق ادا کرنے ہوں گے یہاں تک کہ منڈی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا کہ اسے سینگ مارے۔[الصحیح للمسلم۲/۲۶۲]

مسلم شریف میں ایک دوسری جگہ ہے: ”**انزلوا الناس منازلهم**“ یعنی حسب مراتب لوگوں کی عزت کرو۔

قیامت کے دن حق داروں کو ان کا حق دلایا جائے گا اس پر ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں:

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: ”حتی من الذرة من الذرة.“

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہاں تک کہ چیونٹی کا عوض چیونٹی سے لیا جائے گا۔

اکابر کی تعظیم وتوقیر اور اصاغر کے ساتھ شفقت ورحمت کے ساتھ پیش آنے کے تعلق سے حدیث پاک میں سخت تاکید آئی ہے،

چناں چہ حدیث پاک میں ہے کہ: **عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: ”لیس منا من لم یرحم صغیرنا ویوقر کبیرنا و یامر بالمعروف و ینه عن المنکر“** [ترمذی شریف]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے۔ اور اچھائی کا حکم دے اور اس کو بُرائی سے روکے۔

●●●●●●

ملفوظ نمبر ۵

''حق کی تائید کروادو... اگر چہ تمہارا مخالف یا تم سے چھوٹا بول رہا ہو حق کو تسلیم کرنے سے اقتدار کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھ جاتا ہے''

آج عام طور پر چھوٹوں کے مشورہ کو نظر انداز کر دیا جاتا یا پھر حقیر سمجھا جاتا ہے جبکہ بلا امتیاز ہر ایک سے مشورہ لینے کی قرآنی تعلیم ہے اور چھوٹوں کا مشورہ قبول کرنا سنت رسول بھی ہے اور درج بالا ملفوظ بھی اسی بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے، بخاری شریف کی ایک بہت مشہور حدیث پاک ہے کہ:

ایک موقع سے رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے فرمایا: دونوں نعلین لیکر جاؤ، اس باغ کے پیچھے جس سے ملاقات ہو اور وہ گواہی دے کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سچے دل سے ایمان لائے تو اسے جنت کی بشارت دو سب سے پہلے حضرت عمر سے ملاقات ہوئی حضرت عمر نے فرمایا یہ دونوں نعلین کیسی ہیں اے ابو ہریرہ! حضرت ابو ہریرہ نے عرض کیا: دونوں نعلین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں دے کر مجھے بھیجا ہے اور یہ فرمایا کہ جو سچے دل سے گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسے جنت کی بشارت دو حضرت عمر نے ایک طمانچہ مارا حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں بیہوش ہو کر گر گیا حضرت عمر نے فرمایا لوٹ جاؤ اے ابو ہریرہ میں لوٹا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف میں نے رو کر عرض کیا اور حضرت عمر میرے پیچھے آئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا اے ابو ہریرہ میں نے عرض کیا کہ میں نے حضرت عمر سے ملاقات کی میں نے اس کی خبر دی جو آپ نے فرمایا تو حضرت عمر نے مجھے ایک طمانچہ مارا اور فرمایا لوٹ جاؤ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا ہوا اے عمر کہ تو نے ایسا کیا حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ نے ابو ہریرہ کو اپنے نعلین

مبارک کے ساتھ بھیجا ہے کہ جس سے ملاقات ہو اور وہ گواہی دے کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سچے دل سے ایمان لائے تو اسے جنت کی بشارت دو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا حکم نہ فرمائیں کہ مجھے خوف ہے کہ لوگ اسی پر بھروسہ کر لینگے اور عمل کرنا چھوڑ دینگے تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس حکم کو چھوڑ دو۔ [مشکوٰۃ شریف ص ۱۵]

مذکورہ حدیث سے سمجھ میں آیا کہ چھوٹوں کا مشورہ اگر قابل عمل ہو تو رد نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عاجزی یہ ہے کہ تم حق کے آگے جھک جاؤ اور اس کی پیروی کرو یعنی اسے کرو اور اگر تم سب سے بڑے جاہل سے بھی حق بات سنو تو اسے بھی قبول کر لو۔ [الزواجر ج ۱، ص ۱۶۳]

●●●●●●

﴿ملفوظ نمبر ٦﴾

''امانت الٰہیہ جس کی بنیاد پر انسان کو خلافت الٰہیہ ملی ہے اس کی قدر کرو فرشتوں میں لائق قدر وذکر بن جاؤ گے''۔

یہی وہ بنیادی احکام ہیں جن کو ایمان کی اولین ترجیحات حاصل ہیں کہ اس کے بغیر ایمان مکمل ہو ہی نہیں سکتا ہے، حضرت سرکار نمازی علیہ الرحمہ نے درج بالا ملفوظ میں ''امانت الٰہیہ'' کی حفاظت کی تاکید فرمائی ہے، اور بلاشبہ اس کی حفاظت تقاضہ ایمان بھی ہے اور یہ ملفوظ اللہ رب العزت کے اس قول کی ترجمانی کر رہا ہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ''
[الاحزاب:۷۲]

ترجمہ کنز الایمان: بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمان اور زمین اور پہاڑوں پر۔

اس آیت کے تحت علامہ بغوی نے امانت کی تفسیر میں حسب ذیل اقوال ذکر کئے ہیں:

وقال ابن مسعود: ''الأمانة أداء الصلاة وايتاء الزكاة وصوم رمضان وحج البيت وصدق الحديث وقضاء الدين والعدل فى المكيال والميزان، وأشد من هذا كله الودائع. و قال مجاهد: الأمانة الفرائض. وحدود الدين. و قال ابو العالية: ما أمروا به ونهوا عنه. و قال زيد بن أسلم: هو الصوم و الغسل من الجنابة، و ما يخفى من الشرائع.'' [تفسیر البغوی ج۳،ص ۵۴۶]

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نماز پڑھنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، بیت اللہ کا حج کرنا، سچ بولنا، قرض ادا کرنا اور ناپ تول درست

کرنا امانت ہے، اور سب سے بڑی امانت لوگوں کی رکھوائی ہوئی چیزوں کو واپس کرنا ہے۔

حضرت سرکار نمازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذکورہ ملفوظ قرآن پاک کی درج ذیل آیت کی روشنی میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

رب کریم ارشاد فرماتا ہے:'

'واذ قال ربک للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفة قالوا أتجعل فیها من یفسد فیها و یسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک قال انی أعلم ما لا تعلمون'' [البقر:۳۰]

ترجمہ کنز الایمان: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا، میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں بولے کیا ایسے کو نائب کریگا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزی کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے، تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

اسی آیت مبارکہ کے تحت حضرت علامہ صدر الافاضل مراد آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:''کہ میری حکمتیں تم پر ظاہر نہیں بات یہ ہے کہ انسانوں میں انبیاء بھی ہوں گے اولیاء بھی علماء بھی اور وہ علمی و عملی دونوں فضیلتوں کے جامع ہوں گے۔'' [تفسیر کنز الایمان،ص۱۰]

یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کائنات کو عالم وجود میں لایا تو اپنے پیغامات کو دنیا والوں تک پہنچانے کے لیے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا خلیفہ بنا کر اپنی امانتوں کے ساتھ دنیا میں بھیجا۔اور آپ نے ان امانتوں کو محفوظ کر کے پوری دیانت کے ساتھ لوگوں تک پہنچایا، تو بنی آدم میں جن لوگوں نے ان امانتوں کی حفاظت کی وہ رب کے بھی مقرب ہوئے ،فرشتوں کے بھی اور دنیا والوں کے نزدیک بھی لیکن جن لوگوں نے ان امانتوں کی حفاظت نہیں کی وہ دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار ہوئے۔اسی لیے سرکار نمازی علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا: کہ''امانت الٰہیہ کی قدر کرو فرشتوں میں لائق قدر و ذکر بن جاؤ گے'' کیوں کہ جب فرشتوں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں

زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے عرض کیا اے رب کائنات جب ہم تیری تسبیح وتقدیس کررہے ہیں تو، تو ایسے کو خلیفہ کیوں بنائے گا جو زمین پر خونریزی اور فساد برپا کرے گا تو اللہ نے جواب دیا کہ اے فرشتو! جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے ہو۔اسی کی طرف سرکار نمازی نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! اگر تم امانت الٰہیہ کی حفاظت کرو گے تو فرشتوں میں لائق قدر وذکر بن جاؤ گے۔ اور امانت الٰہیہ سے مراد احکامات خداوندی وفرمودات نبوی کی پابندی کرنا ہے۔

یقیناً جو بندہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پاسداری اور ارشادات نبوی کی حفاظت کرتا ہے وہ اللہ کے محبوب بندوں میں سے ہوجاتا ہے اور فرشتوں کے نزدیک اس کی قدر ومنزلت بڑھ جاتی ہے اور ان کے درمیان اس بندہ کا تذکرہ ہونے لگتا ہے۔قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا و لا تحزنوا و ابشروا بالجنة التی کنتم توعدون" [حٰمٓ السجده: ۳۰]

ترجمہ کنزالایمان: بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمھیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

مجاھد نے کہا: فرائض اور واجبات ادا کرنا، اور محرمات اور مکروہات سے اجتناب کرنا امانت ہے۔

ابوالعالیہ نے کہا: جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے وہ امانت ہیں۔روزہ غسل جنابت اور دیگر پوشیدہ احکام امانت ہیں۔

تفسیر درمنثور میں ہے:

جب اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین اور پہاڑ بنائے۔فرمایا میں فرائض لازم کرنے والا ہوں۔ جنت اور دوزخ کو پیدا کرنے والا ہوں۔ جو میری اطاعت کرے گا اس کے لئے ثواب اور جو میری نافرمانی کرے گا اس کے لئے عذاب پیدا کرنے والا ہوں۔آسمان

نے عرض کی تو نے مجھے پیدا کیا اور مجھ میں سورج، چاند، ستاروں، بادلوں، ہوا اور بارش کو مسخر کیا۔ جن چیزوں کو تو نے مجھ میں پیدا کیا میں ان کے لئے مسخر ہوں۔ میں فریضہ کو برداشت نہیں کرسکتا اور نہ ثواب کو چاہتا ہوں اور نہ ثواب کا طلبگار ہوں۔ زمین نے کہا تو نے مجھے پیدا کیا۔ مجھے مسخر کیا۔ میرے اندر نہریں جاری کیں۔ میرے اندر سے پھل نکالے اور مجھے جس چیز کے لئے چاہا پیدا کیا۔ میں ان تمام چیزوں کے لئے مسخر ہوں جن کے لئے تو نے مجھے پیدا کیا میں کسی اور فریضہ کی متحمل نہیں ہوسکتی اور نہ ثواب وسزا کی طالب ہوں پہاڑوں نے کہا اے اللہ تو نے مجھے زمین کی میخیں بنایا میں اس پر قائم ہوں جس پر تو نے مجھے پیدا کیا میں کسی فریضہ کا متحمل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ثواب وعقاب کا خواہشمند ہوں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس پر فریضہ کو پیش کیا تو انسان نے اسے اٹھالیا ظلوم اس اعتبار سے کہ خطا میں اپنے آپ پر ظلم کرنے والا ہے اور جو فریضہ اپنے ذمہ لیا اس کے انجام سے جاہل ہے۔

امام سعید ابن منصور، ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے اضداد میں اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام پر امانت پیش کی گئی ان سے کہا گیا اس میں جو کچھ ہے اس کے ساتھ اٹھالے اگر تو نے اطاعت کی تو تجھے بخش دوں گا اگر تو نے نافرمانی کی تو تجھے عذاب دوں گا تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی میں نے اسے قبول کیا ان تمام چیزوں کے ساتھ جو اس امانت میں ہیں تو اتنا ہی عرصہ ہی تھا جتنا کہ اس دن کے ظہر اور رات کے درمیان ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ گناہ کو اپناتے۔ [تفسیر در منثور ج ۵، ص ۶۲۹۔۶۳۰]

ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

واخرج ابن ابی شيبة عن ابن عمر قال: كنا عند رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فأتاه رجل جيد الثياب، طيب الريح، حسن الوجه، فقال: السلام عليک يا رسول الله، فقال: و عليک السلام. قال: ادنو منک؟ قال: نعم، فدنا حتى الصق ركبته بركبة رسول الله صلى الله

تـعـالـیٰ عـلـیه وسلم و قال: یا رسول الله، ما الاسلام؟ قال: تقیم الصلاة، تؤتی الزکاة، و تصوم رمضان، و تحج الیٰ بیت الله الحرام، و تغتسل من الـجنابة، قال: صدقت. فقلنا: ما راینا کالیوم قط رجلا. والله. لکأنه یعلم رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم؟ [مصنف ابن ابی شیبہ]

ترجمہ: امام ابن ابی شیبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ آپ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا جو عمدہ لباس والا، پاکیزہ خوشبو والا اور حسین وجمیل چہرہ والا تھا۔ عرض کی السلام علیک یارسول اللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا وعلیک السلام۔ عرض کی کیا میں آپ کے قریب آسکتا ہوں؟ فرمایا ہاں۔ وہ شخص آپ کے قریب ہوا یہاں تک کہ اپنا گھٹنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھٹنے سے ملا دیا۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسلام کیا ہے؟ فرمایا: اسلام یہ ہے تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور خانۂ کعبہ کا حج کرے اور ناپاکی کی صورت میں غسل کرے۔ عرض کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ کہا ہے۔ ہم نے کہا ہم نے آج تک اللہ کی قسم ایسا آدمی نہیں دیکھا ایسا لگ رہا تھا گویا وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعلیم دے رہے ہیں۔

●●●●●●

﴿ملفوظ نمبر ۷﴾

''اہل سنت و جماعت کے مسلک پر جواس زمانے میں مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے نام سے مشہور ومعروف ہے سختی کے ساتھ قائم رہواور اس کے مخالفین سے قطع تعلق کر وان کی تعظیم نہ کروان سے الگ رہو کہ بد مذہبوں کی صحبت واختلاط ایمان کے لئے زہر مہلک ہے''

۔

حضرت سرکار نمازی نے مذکورہ ملفوظ میں مسلک اہل سنت و جماعت پر قائم رہنے کی ترغیب دی ہے اور اس بات کی طرف اشارہ بھی کیا کہ اس دور میں اہل سنت و جماعت کی پہچان مسلک اعلیٰ حضرت ہے اور یہ بھی تعلیم دی کہ بد مذہبوں سے اختلاط سم قاتل ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''**وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعا**'' [آل عمران:۱۰۳]

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کی رسی مظبوط تھام لو سب ملکر۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں حبل اللہ سے مراد قرآن ہے یا پھر جماعت۔ امام بغوی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

واختلفوا فی معناه ههنا، قال ابن عباس: تمسكوا بدين الله، قال ابن مسعود هو الجماعة، و قال: عليكم بالجماعة فانها حبل الله الذى أمر به. [تفسیر البغوی ج۱ص۳۳۳]

آیات قرآنیہ احادیث نبویہ علی صاحبھا الصلاۃ والسلام اور آثار صحابہ سے ثابت ہے کہ حبل اللہ سے مراد جماعت ہے اور جماعت سے مراد اہل سنت ہے اور اس جماعت کو مضبوطی سے تھامنے کی ترغیب وتاکید اس لئے ہے کہ یہی جماعت برحق ہے۔ حدیث

شریف میں ہے:

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: ''ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملة و تفترق أمتی علی ثلث و سبعین ملة، کلهم فی النار الا ملة واحدة، قالوا: و من هی یا رسول الله؟ قال: ما أنا علیه و اصحابی.''

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل بہتر مذاہب میں تقسیم ہو گئے تھے اور میری امت تہتر مذاہب میں تقسیم ہو جائے گی اور سب مذاہب والے جہنمی ہیں سوائے ایک مذہب والوں کے۔ صحابہ نے عرض کیا: یہ جنتی مذہب کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جس مذہب پر میں ہوں اور میرے صحابہ۔ [مشکوٰۃ شریف، ص ۳۰]

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ''اتبعوا السواد الأعظم.''

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سواد اعظم کی پیروی کرو۔ [مشکوٰۃ شریف، ص ۳۰]

سرکار نمازی کے ملفوظ کا ایک بہت جامع ٹکڑا ہے ''مخالفین سے قطع تعلق کر وان کی تعظیم نہ کر وان سے الگ رہو کہ بد مذہبوں کی صحبت و اختلاط ایمان کے لئے زہر مہلک ہے'' اس اقتباس پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ بظاہر ایک جملہ ہے مگر در اصل ایمان کی حفاظت کا مسلم الثبوت قانون ہے، دشمنان دین سے دور اور بیزار رہنے کی قرآن و حدیث میں سخت تاکید بھی آئی ہے:

قرآن کریم میں ہے:

''**وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ** [ھود: ۱۱۳]

ترجمہ کنز الایمان: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے۔

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ایاک وقرین السوء فانک بہ تعرف"

ترجمہ: برے مصاحب سے بچ کہ تو اسی کے ساتھ پہچانا جائے گا، یعنی جیسے لوگوں کے پاس آدمی کی نشست وبرخاست ہوتی ہے لوگ اسے ویسا ہی جانتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الحب فی اللہ والبغض فی اللہ."

ترجمہ: کسی سے محبت کرو اللہ ہی کی وجہ سے اور کسی سے بغض رکھو تو اللہ ہی کی وجہ سے۔ بدمذہبوں سے دوستی بھی جائز نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَاداً فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنتُمْ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ" [الممتحنۃ:۱]

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے۔ حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا گھر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور تمہیں اس پر کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی نہ کرو تم انہیں خفیہ پیام محبت کا بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور جو ظاہر کرو اور تم میں جو ایسا کرے بے شک وہ سیدھی راہ سے بہکا۔

حدیث پاک میں ہے: سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"تقربوا الی اللہ ببغض اھل المعاصی والقوھم بوجوہ مکفھرۃ والتمسوا رضا اللہ بسخطھم و تقربوا الی اللہ بالتباعد عنھم."

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کرو اہل معاصی کے بغض سے اور ان سے ترش روئی کے ساتھ ملو اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ان کی خفگی میں ڈھونڈو اور اللہ کی نزدیکی

چاہو ان سے دور رہ کر۔

متعدد احادیث میں وارد ہے:

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنه قال، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم:" ان اللہ اختارنی و اختار لی اصحابا و اصهارا، وسیاتی قوم یسبونهم وینقصونهم فلا تجالسوهم و لاتشاربوهم و لاتواکلوهم و لاتناکحوهم و لاتصلوا علیهم و لاتصلوا معهم."

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لیے اصحاب واقربا چن لیے اور عنقریب ایک قوم آئے گی جو انہیں برا کہے گی اور ان کی کمی بیان کرے گی، تم ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو، نہ کھاؤ، نہ شادی بیاہ کرو، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو اور نہ ہی ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

"اذا مدح الفاسق غضب الرب و اهتز لذالک العرش."

یعنی جب کوئی مسلمان کسی فاسق کی تعریف و تعظیم کرتا ہے عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔[فتاویٰ رضویہ قدیم ج۶،ص۵۲۳]

●●●●●●

﴿ملفوظ نمبر ۸﴾

"اپنے برادران طریقت سے خاص ہمدردی ومحبت رکھو ان کی عزت کرو ان کی مدد کرو"۔

مذکورہ ملفوظ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انسان اپنے اکابرین واصاغرین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اوران کے ساتھ حسن سلوک اور محبت سے پیش آئے اور جو زیادہ قریب ہے یقیناً زیادہ اچھے برتاؤ کا مستحق ہے قاعدہ ہے۔ **الاقرب فالاقرب** حدیث شریف میں ہے:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "خیر الاصحاب عند الله خیرهم لصاحبه، و خیر الجیران عند الله خیرهم لجاره."

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ساتھیوں میں سب سے بہتر اللہ کے یہاں وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے سب سے بہتر ہو۔ اور ہمسایوں میں اللہ کے نزدیک سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے سب سے بہتر ہو۔ [جامع الاحادیث ج ۳، ص ۹۰۔۹۱]

حضرت سرکار نمازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ ملفوظ اس بات کی طرف بھی اشارہ کررہا ہے کہ اپنے سے چھوٹوں پر شفقت ونرمی کرو اوران کی دل جوئی کرو۔ اور بڑوں کی تعظیم وتکریم کرو ان کا ادب ہمیشہ ملحوظ رکھو۔ اور یہی تعلیم ہمیں ہمارے آقا سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی دی ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "لیس منا من لم یرحم صغیرنا ویوقر کبیرنا ویامر بالمعروف وینه عن

المنکر.“

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے۔ اور اچھائی کا حکم دے اور اس کو بُرائی سے روکے۔

قال بعض اهل العلم: معنی قول النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: ”لیس منا“ یقول: لیس من سنتنا، لیس من ادبنا. [سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ/ باب ماجاء فی رحمۃ المسلمین، ج۳، ص۳۷۰]

ترجمہ: بعض اہل علم نے کہا ہے: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول ”لیس منا“ کا معنی ہے کہ وہ شخص نہ ہمارے طریقے پر ہے، نہ ہی ہمارے دین پر۔

حدثنا شعبة عن یسار قال: ”کنت امشی مع ثابت البنانی فمر علی صبیان فسلم علیهم، فقال ثابت: کنت مع انس فمر علی صبیان فسلم علیهم، وقال انس: کنت مع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فمر علی صبیان فسلم علیهم“ [سنن کتاب الاستئذان والآداب/ باب ماجاء فی التسلیم علی الصبیان ج۴، ص۳۱۹]

ترجمہ: حضرت شعبہ نے ہم سے حدیث بیان کی، وہ روایت کرتے ہیں حضرت یسار سے انہوں نے کہا کہ میں حضرت ثابت البنانی کے ساتھ چل رہا تھا تو ان کا گزر بچوں کے پاس سے ہوا، تو انہوں نے ان بچوں کو سلام کیا۔ پھر حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا تو ان کا گزر بچوں کے پاس سے ہوا تو، انہوں نے ان بچوں کو سلام کیا۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا گزر بچوں کے پاس سے ہوا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان بچوں کو سلام کیا۔

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ”یسلم الصغیر علی الکبیر والمار علی القاعد والقلیل علی الکثیر“ [سنن کتاب

الاستئذان والآداب/ باب ماجاءفی التسلیم علی الصبیان ج۳۲۲/۴]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چھوٹے بڑے کو، غلام آقا اور کو قلیل کثیر کو سلام کرے۔ مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا سب کوئی ایک دوسرے کا خیال رکھے ایسا نہیں کہ جو چھوٹا وہی سلام کرے بلکہ بڑے کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے سے چھوٹے کو سلام کرے۔

●●●●●●

﴿ملفوظ نمبر۹﴾

''فرائض و واجبات شریعت پر پابندی کے ساتھ عمل کرو خود بھی نماز پڑھو اور اہل و عیال کو پڑھاؤ، زبان کو، نظر کو، قدم کو، قلم کو، بدزبانی، بدنظری بے راہ روی اور غلط نگاری سے بچاؤ''۔

درج بالا ملفوظ میں احکام الٰہیہ کی طرف ترغیب اور اعمال منہیہ سے ترھیب کا ترجمان ہے مذکورہ بالا ملفوظ بظاہر ایک ملفوظ ہے لیکن اس کے معانی ومفاہیم پر بغور ملاحظہ کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک ملفوظ ہی نہیں بلکہ مختلف آیتوں کا تفسیری بیان ہے جو زبان فیض ترجمان سے جاری ہے ملفوظ کو الگ الگ حصوں میں تقسیم کر کے دیکھا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ: ملفوظ کا یہ ٹکڑا ''فرائض و واجبات شریعت پر پابندی کے ساتھ عمل کرو'' **واعتصموا بحبل الله معتصما** کی تفسیر وتوضیح ہے۔ جب کہ ''اہل وعیال کو پڑھاؤ زبان کو، نظر کو، قدم کو، قلم کو، بدزبانی، بدنظری بے راہ روی اور غلط نگاری سے بچاؤ'' قرآن کریم کی درج ذیل آیت کا بیان ہے:

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَاراً وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُون.'' [التحریم:٦]

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرّے (طاقتور) فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔

اس آیت کے تحت تفسیر درمنثور میں ہے:

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''**قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارا**'' تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم اپنے اہل وعیال کو آگ سے کیسے بچا سکتے ہیں؟ تو آپ

نے فرمایا: تم انہیں ایسی چیزوں کا حکم دیتے رہو جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور ایسے کاموں سے منع کرتے رہو جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ تم انہیں اللہ تعالیٰ کی طاعت و فرمانبرداری کا حکم دو اور انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت سے منع کرو۔[تفسیر درمنثور، ج٦، ٦٤٥]

حدیث پاک ہے:

عن عمرو بن شعیب، عن ابیه، عن جده -رضی الله عنه -قال قال رسول الله - صلی الله علیه وسلم: ”مروا اولادکم بالصلاةِ و هم أبناء سبعِ سِنِین، واضربوهم علیها، وهم أبناء عشر سنین، وفرِقوا بینهم فی المضاجعِ.“[سنن ابوداؤد، باب متی یومر الغلام بالصلاۃ، ح٤٩٥]

ترجمہ: عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو تم ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں اس پر (یعنی نماز نہ پڑھنے پر) مارو، اور ان کے سونے کے بستر الگ کردو۔

قرآن کریم میں ہے:

”و امر اهلک بِالصلوةِ و اصطبِر علیها -لا نسئلک رِزقا -نحن نرزقک-و العاقِبِ لِلتقویٰ“ [طٰہٰ:١٣٢]

ترجمہ کنز الایمان: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیں گے اور انجام کا بھلا پرہیز گاری کے لیے۔

اس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے:

”و امر اهلک بالصلوةِ“: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو۔ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، جس طرح ہم نے آپ کو نماز ادا کرنے کا حکم دیا اسی طرح آپ بھی اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیں اور خود بھی نماز ادا کرنے پر

ثابت قدم رہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آٹھ ماہ تک حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے دروازے پر صبح کی نماز کے وقت تشریف لاتے رہے اور فرماتے: "**الصلاۃ رحمکم اللہ، اِنما یرِید اللہ لِیذھِب عنم الرِجس اھل البیتِ و یطھِرم تطھِیرا**"

نماز اور مسلمانوں کا حال:

یاد رہے کہ اس خطاب میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہِ والِہ وسلم کی امت بھی داخل ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہِ والِہ وسلم کے ہر امتی کو بھی یہ حکم ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز ادا کرنے کا حکم دے اور خود بھی نماز ادا کرنے پر ثابت قدم رہے۔ [صراط الجنان ج٦،ص٢٧٠]

●●●●●●

﴿ملفوظ نمبر ۱۰﴾

''علمائے کرام واولیائے عظام کی صحبت ومحبت ابدی سعادتوں کا دروازہ کھولتی ہے''۔

درج بالا ملفوظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ یقیناً نیک اور صالح شخص کی صحبت و محبت ذریعہ نجات اور سبب حصول سعادت ہے، نیک لوگوں کی محبت ذریعہ شفاعت بھی ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

''**المرء مع من أحب، متفق عليه، من حديث شعبة، عن قتادة، عن أنس**'' [المقاصد الحسنۃ، ص۴۳۵]

ترجمہ: انسان جس سے محبت کرتا ہے حشر بھی اسی کے ساتھ ہوگا۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قسم کھا کر فرماتے ہیں: ''**لا يحب رجل قوما الا جعله الله معهم**.'' یعنی جو جس قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے انھیں کے ساتھ کردیگا رواہ النسائی عن امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''**من احب قوما حشرة الله في زمرتهم**.'' جو جس قوم سے دوستی کرے گا اللہ تعالیٰ انھیں کے گروہ میں اٹھائے گا۔ **رواه الطبراني في الكبير والضياء في المختارة عن ابي قرحافة**. (فتاویٰ رضویہ ۹/۱۸۲)

حضرت ابوادریس خولانی نے حضرت معاذ سے فرمایا کہ میں آپ سے فی سبیل اللہ محبت کرتا ہوں اور آپ کو اس کی بہت خوشی ہونی چاہیے اسی لیے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے سنا کہ قیامت میں چند لوگوں کے لیے عرش کے گرد کُرسیاں بچھائی جائیں گی۔ ان کے چہرے چودھویں شب کے چاند کی طرح روشن ہوں گے اس روز اور لوگوں کو گھبراہٹ ہوگی لیکن وہ گھبراہٹ سے پاک ہوں گے دوسرے لوگ

اس دن خوفزدہ ہوں گے لیکن وہ بے خوف وخطر ہوں گے اور وہ اولیا اللہ ہوں گے کہ جنہیں نہ کوئی خوف ہوگا ورنہ غمگین ہوں گے۔ عرض کی گئی وہ لوگ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگ وہ ہیں جو آپس میں اللہ کے واسطے محبت کرتے ہیں۔[تفسیر روح البیان ج۵، پ۹]

صحبت صالح ترا صالح کند　　　　صحبت طالح ترا طالح کند

نیک لوگوں کی صحبت نیک بنا دیتی ہے برے لوگوں کی صحبت برا بنا دیتی ہے۔

ایک عالم کی صحبت کے بڑے فوائد ہیں کہ انسان اس سے بہت کچھ دینی معلومات کے حوالے سے سیکھ کر نہ صرف اسے خود اختیار کرسکتا ہے بلکہ دوسروں کی نجات کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

عن أبی موسی عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: "انما مثل الجلیس الصالح والجلیس السوئ کحامل المسک و نافخ الکیر فحامل المسک اما أن یحذیک واما أن تبتاع منه واما أن تجد منه ریحا طیبة و نافخ الکیر اما أن یحرق ثیابک واما أن تجد ریحا خبیثة" [صحیح مسلم، حدیث۲۶۸۲]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھی مجلس اور بری مجلس کی مثال اس طرح ہے جیسے خوشبو بیچنے والا اور بھٹی جھونکنے والا۔ خوشبو بیچنے والا یا تو تمہیں خوشبو دے گا یا تم اس سے خوشبو خریدلو گے یا تم اس سے پالو گے اور بھٹی جھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلائے گا، یا تم اس سے بُری بُو پالو گے۔"

زندگی میں بندہ جن کی صحبت اختیار کرتا ہے تو انہی کا اثر بھی اس کی زندگی پر پڑتا ہے اسی لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علما کی صحبت اختیار کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے:

عن ابی بکرة قال قال سمعت البنی صلی الله علیه وسلم یقول:

"اغد عالما أو متعلما أو مستمعا أو محبا، ولا تكن الخامسة فتهلك" قال عطاء: قال لي مسعر: زدتنا خامسة لم تكن عندنا، قال: والخامسة أن تبغض العلم و أهله. [مجمع الزوائد کتاب العلم باب فی فضل العالم والمتعلم ج۱، ح ۴۹۵، ص۱۶۲]

حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''تم عالم بنو! یا طالب علم بنو! یا سننے والے بنو! یا محبت رکھنے والے بنو! (ان چار کے علاوہ) پانچویں فرد نہ بننا، ورنہ تم ہلاکت کا شکار ہو جاؤ گے''۔عطاء بیان کرتے ہیں: مسعر نے مجھ سے کہا: آپ نے ہمیں پانچویں چیز مزید بیان کی ہے، جو ہمارے پاس نہیں تھی، انہوں نے یہ بیان کیا تھا: پانچویں چیز یہ ہے کہ تم علم اور اہلِ علم سے بغض رکھو!۔

●●●●●●

﴾ملفوظ نمبر ۱۱﴿

''خانقاہ جسم ہے، اور مدرسہ دین اس کی روح رواں ہے''۔

خانقاہ میں باطن کو سنوارا جاتا ہے اور مدرسہ میں ظاہر کو، باطن ہی کا نام طریقت ہے اور ظاہر کا نام شریعت ہے، حضرت سرکاری نمازی نے ایک کو جسم اور دوسرے کو روح کہہ کر یہ واضح فرمایا کہ جس طرح جسم کا وجود روح کے بغیر بے معنی ہے اسی طرح خانقاہ کا وجود بھی بغیر شریعت کے بے معنی ہے، ایک کا تعلق دوسرے سے ایسا ہی ہے جیسا کہ جسم اور روح کا۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''ہر دو حرف پڑھا ہوا جانتا ہے کہ طریق طریقہ طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو، تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآن مجید خدا تک نہ پہنچائے گی، بلکہ شیطان تک، جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن مجید باطل و مردود فرما چکا۔ لاجرم ضرور ہوا کہ طریقت ہی شریعت ہے کہ اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے اس کا اس سے جدا ہونا محال و ناسزا ہے جو اسے شریعت سے جدا جانتا ہے اسے راہِ خدا سے توڑ کر راہِ ابلیس مانتا ہے مگر حاشا طریقت حقہ راہِ ابلیس نہیں قطعاً راہِ خدا ہے تو یقیناً وہ شریعتِ مطہرہ ہی کا ٹکڑا ہے۔

بالجملہ شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس ایک ایک پل ایک ایک لمحہ پر مرتے دم تک ہے، اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ کہ راہ جس قدر باریک اس قدر ہادی کی زیادہ حاجت، ولہذا حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''المتعبد بغیر فقه کالحمار فی الطاحون'' رواه ابو نعیم فی الحلیة عن واثلة بن الاسقع رضی الله تعالیٰ عنه.

بغیر فقہ کے عبادت میں پڑنے پڑنے والا ایسا ہے جیسا کہ چکی کھینچنے والا گدھا کہ

مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں۔

امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: ''**قصم ظهری اثنان جهل متنسک و عالم متهتک.**'' دو شخصوں نے میری پیٹھ توڑی (یعنی وہ بلائے بے درماں ہیں) جاہل عابد اور عالم جو علانیہ بیباکانہ گناہوں کا ارتکاب کرے۔

اے عزیز! شریعت عمارت ہے اس کا اعتقاد بنیاد اور عمل چنائی، پھر اعمال ظاہر وہ دیوار ہیں کہ اس بنیاد پر ہوا میں چنے گئے، اور جب تعمیر اوپر بڑھ کر آسمانوں تک پہنچی وہ طریقت ہے، دیوار جتنی اونچی ہوگی نیو کی زیادہ محتاج ہوگی، اور نہ صرف نیو کی بلکہ اعلیٰ حصہ اسفل کا بھی محتاج ہے، اگر دیوار نیچے سے خالی کر دی جائے اوپر سے بھی گر پڑے گی۔ احمق وہ جس پر شیطان نے نظر بندی کر کے اس کی چنائی آسمانوں تک دکھائی اور دل میں ڈالا کہ اب ہم تو زمین کے دائرے سے اونچے گزر گئے ہمیں اس سے تعلق کی کیا حاجت ہے، نیو سے دیوار جدا کر لی اور نتیجہ وہ ہوا جو قرآن مجید نے فرمایا کہ **فانهار به فی نار جهنم** اس کی عمارت اسے لے کر جہنم میں ڈھے پڑی، والعیاذ باللہ رب العالمین، اسی لیے اولیائے کرام فرماتے ہیں: صوفی جاہل شیطان کا مسخرہ ہے۔ اسی لیے حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد.**'' **رواه الترمذی وابن ماجة عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما.**

ایک فقیہ، شیطان پر ہزاروں عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

بے علم مجاہدہ والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے، منہ میں لگام، ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچے پھرتا ہے **وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا** اور وہ اپنے جی میں سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔'' [فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۲۱، ص ۵۲۴ تا ۵۲۸ ملخصاً]

●●●●●●

﴿ملفوظ نمبر ۱۲﴾

''کذب و بہتان اور مسلمان کی عیب جوئی و بے آبروئی ایمان والوں کا شیوہ نہیں''۔

جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ اور سبب لعنت ہے قران کریم میں ہے:

" **لعنة الله على الكاذبين**" [آل عمران:۱۶]

ترجمہ: جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

حدیث پاک میں ہے:

عن ابی امامة الباهلی رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "ان اشد الناس تصدیقا للناس اصدقهم حدیثا، و ان اشد الناس تکذیبا اکذبهم حدیثا." [الجامع للترمذی،۲/۱۸]

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ لوگوں کی تصدیق کرنے والا وہ ہے جس کی بات سب سے زیادہ سچی، اور لوگوں کو سب سے زیادہ جھوٹا بتانے والا وہ ہے جو اپنی بات میں سب سے بڑا جھوٹا ہو۔

حدیث شریف میں ہے: **عن ابی هریرة ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من ستر اخاه المسلم ستره الله فی الدنیا و الآخرة ومن فرج عن مسلم کربة فرج عنه کربة من کرب یوم القیامة و الله فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه"** [صحیح ابن حبان، ص۲۵۸، رقم ۵۳۴]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ستر پوشی کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی ستر پوشی فرمائے گا اور جو شخص مسلمان سے مصیبت کو دور کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کی مصیبتوں سے نجات فرمائے گا، اور اللہ اس بندے کی مدد

کرے گا جو اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہے گا۔

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: "من نفس عن مسلم کربة من کرب الدنیا نفس الله عنه کربة من کرب یوم القیامة و من ستر علی مسلم ستره الله فی الدنیا والأخرة والله فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه" [الترغیب والترھیب، ص۷۵۷]

اسی طرح کسی پر بہتان باندھنا بھی سخت گناہ ہے۔

قران کریم میں ہے:

"إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْم" [النور:۲۳]

ترجمہ کنز الایمان: بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان پارسا ایمان والیوں کو ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے:

"إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِيْ الَّذِيْنَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُون" [النور:۱۹]

ترجمہ کنز الایمان: وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے ان کے لئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

"یایها الذِین آمنوا اجتنِبوا کثِیرا مِن الظن اِن بعض الظنِ اِثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا أ یحِب أحدکم ان یأکل لحم أخِیهِ میتا فکرِهتموه واتقوا الله اِن الله تواب رحِیم." [الحجرات:۱۲]

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والوں بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈھو اور دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

صدر الافاضل علامہ نعیم الدین علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:
کیوں کہ ہر گمان صحیح نہیں ہوتا، مسئلہ: مومن صالح کے ساتھ برا گمان ممنوع ہے اس طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی مراد لینا باوجودیکہ اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو یہ بھی گمان بد میں داخل ہے سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: گمان دو طرح کا ہے ایک وہ کہ دل میں آئے اور زبان سے بھی کہہ دیا جائے یہ اگر مسلمان پر بدی کے ساتھ ہے گناہ ہے دوسرا یہ کہ دل میں آئے زبان سے نہ کہا جائے یہ اگرچہ گناہ نہیں مگر اس سے دل خالی کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: گمان کی کئی قسمیں ہیں ایک واجب ہے وہ اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا ایک مستحب وہ مومن صالح کے ساتھ نیک گمان، ایک ممنوع وحرام وہ اللہ عزوجل کے ساتھ برا گمان کرنا اور مومن کے ساتھ برا گمان کرنا ایک جائز وہ فاسق معلن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے ہوں۔ یعنی مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ان کے چھپے حال کی جستجو میں نہ رہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ستاری سے چھپایا۔ حدیث شریف میں ہے: گمان سے بچو گمان بڑی جھوٹی بات ہے اور مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو، ان کے ساتھ حرص وحسد، بغض، بے مروتی نہ کرو، اے اللہ تعالیٰ کے بندو بھائی بنے رہو جیسا تمہیں حکم دیا گیا، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم نہ کرے، اس کو رسوا نہ کرے، اس کی تحقیر نہ کرے تقویٰ یہاں ہے، (پھر اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) تقویٰ یہاں ہے! آدمی کے لئے یہ برائی بہت ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر دیکھے، ہر مسلمان مسلمان پر حرام ہے اس کا خون بھی، اس کی آبرو بھی، اس کا مال بھی، اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں اور عملوں پر نظر نہیں فرماتا لیکن تمہارے دلوں پر نظر فرماتا ہے۔[بخاری ومسلم] حدیث پاک میں ہے: جو بندہ دنیا میں دوسرے کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔'' [خزائن العرفان تحت آیت]

حدیث پاک میں ہے کہ غیبت یہ ہے کہ مسلمان بھائی کے پیٹھ پیچھے ایسی بات کہی جائے جو اسے ناگوار گزرے اگر وہ بات سچی ہے تو غیبت ہے ورنہ بہتان۔ تو مسلمان بھائی کی غیبت بھی گوارا نہ ہونی چاہیے کیونکہ اس کو پیٹھ پیچھے برا کہنا اس کے مرنے کے بعد

اس کا گوشت کھانے کے مثل ہے کیونکہ جس طرح کسی کا گوشت کاٹنے سے اس کو ایذا ہوتی ہے اس طرح اس کو بدگوئی سے قلبی تکلیف ہوتی ہے اور درحقیقت آبرو گوشت سے زیادہ پیاری ہے۔

شان نزول: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جہاد کے لیے روانہ ہوتے اور سفر فرماتے تو ہر دو مالداروں کے ساتھ ایک غریب مسلمان کو کر دیتے کہ وہ غریب ان کی خدمت کرے وہ اسے کھلائیں پلائیں ہر ایک کا کام چلے اسی طرح حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو آدمیوں کے ساتھ کیے گئے تھے ایک روز وہ سو گئے اور کھانا تیار نہ کر سکے تو ان دونوں نے انہیں کھانا طلب کرنے کے لیے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خادم مطبخ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ان کے پاس کچھ رہا نہ تھا انھوں نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی آ کر کہہ دیا تو ان دونوں رفیقوں نے کہا کہ حضرت اسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بخل کیا جب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا میں تمہارے منہ میں گوشت کی رنگت دیکھتا ہوں انہوں نے عرض کیا ہم نے گوشت کھایا ہی نہیں فرمایا تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اس نے مسلمان کا گوشت کھایا۔

مسئلہ: غیبت بالاتفاق کبائر میں سے ہے غیبت کرنے والے کو توبہ لازم ہے ایک حدیث میں یہ ہے کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔

مسئلہ: فاسق معلن کے عیب کا بیان غیبت نہیں حدیث شریف میں ہے کہ فاجر کے عیب بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں۔

مسئلہ: حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تین شخصوں کی حرمت نہیں ایک صاحب ہوا (بدمذہب) دوسرا فاسق معلن، تیسرا بادشاہ ظالم یعنی ان کے عیوب بیان کرنا غیبت نہیں۔ [خزائن العرفان]

●●●●●●

﴿ملفوظ نمبر ۱۳﴾

''شریعت قانون الٰہی ہے۔ اور طریقت اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کا نام ہے۔ شریعت رضوان ربانی کا صدر دروازہ ہے بے اتباع شریعت کوئی ولی نہیں ہوسکتا۔ کوئی صاحب طریقت نہیں ہوسکتا۔ شریعت ہی معیار کمال ہے۔ شریعت ہی معراج حیات ہے''۔

حضرت سرکار نمازی نے درج بالا ملفوظ میں احادیث کی روشنی میں بڑی جامعیت کے ساتھ شریعت وطریقت کے رشتہ کا بیان فرمایا ہے:

امام مالک فرماتے ہیں:

''من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم يتفقه فقد تزندق''

ترجمہ: جس نے علم شریعت حاصل کی اور صوفیانہ طرز اختیار نہ کی، وہ بے عمل ٹھہرا اور جس نے صوفیانہ طرز اختیار کیا لیکن علم شریعت سے نا آشنا رہا اس کے ایمان کا بھی بھروسہ نہیں۔

امام مالک کے قول پر غور فرمائیں تو یہ واضح ہوگا کہ قانون شریعت اور قانون طریقت کا آپس میں بہت گہرا رشتہ ہے، ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، بلا شبہہ شریعت طریقت کے بغیر اور طریقت شریعت کے بے سود و بے فائدہ ہے۔

حدیث پاک میں وارد ہے:

''المتعبد بغير فقه كالحمار فى الطاحون'' [کنز العمال ۹/۶۸۷، الباب الاول فی الترغیب ر کشف الخفاء ۲ / حدیث ۲۵۲۶)

یعنی علم شریعت کے بغیر عابد ایسا ہے جیسے چکی کا گدھا۔

علامہ محب اللہ بہاری مسلم الثبوت میں تحریر فرماتے ہیں:

''ان الفقه فى الزمان القديم كان متناولا لعلم الحقيقة وهى

الالٰهیات من مباحث الذات والصفات وعلم الطریقة وهی مباحث المنجیات والمهلکات وعلم الشریعة الظاهرة"

زمانہ قدیم میں علمِ شریعت علمِ حقیقت پر مشتمل ہوتا تھا، علم حقیقت وہ علم الٰہیات ہے جس میں خدائے تعالیٰ کی ذات وصفات سے بحث ہوتی ہے۔ اور علم طریقت در حقیقت نجات بخش اور ہلاکت آمیز چیزوں کے علم کا نام ہے۔ علم طریقت اور شریعت مطہرہ کے ظاہری علوم بھی اس علم کے دائرے میں بھی آتے تھے۔

شریعت وطریقت کے گہرے رشتہ کو امام غزالی یوں بیان فرماتے ہیں: "فقیہ وہ ہے جو دنیا سے دل نہ لگائے اور آخرت کی طرف ہمیشہ راغب رہے دین میں کامل بصیرت رکھتا ہو طاعات پر مداومت اپنی عادت بنالے کسی حال میں بھی مسلمانوں کی حق تلفی برداشت نہ کرے مسلمانوں کا اجتماعی مفاد ہر وقت اس کے پیش نظر ہو مال کی طمع نہ رکھے آفات نفسانی کی باریکیوں کو پہچانتا ہو عمل کو فاسد کرنے والی چیزوں سے بھی باخبر ہو راہ آخرت کی گھاٹیوں سے واقف ہو دنیا کو حقیر سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس پر قابو پانے کی قوت بھی اپنے اندر رکھتا ہو سفر وحضر اور جلوت وخلوت میں ہر وقت دل پر خوف الٰہی کا غلبہ ہو۔ (احیاء العلوم)

●●●●●●

﴿ملفوظ نمبر ۱۴﴾

”زندگی کی ایک ایک سانس اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔اس کی قدر و قیمت سمجھنا دانشمندی ہے اوراسے لایعنی باتوں اور کاموں میں صرف کرنا حماقت ہے نعمتہائے الٰہیہ پر ادائے شکر کا اعلیٰ طریقہ نماز ہے۔عبودیت وعبدیت میں کمال انسان کا کمال ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں اس لئے رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری نعمتوں کو شمار کرنا بندوں کی قدرت نہیں ہے جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے:

”وَإِن تَعُدُّواْ نِعْمَةَ اللّهِ لاَ تُحْصُوهَا إِنَّ اللّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ“ [النحل:۱۸]

ترجمہ: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انھیں شمار نہ کرسکو گے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

”وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّث“ [الضحیٰ:۱۱]

ترجمہ: یعنی اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو!

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ نعمت سے عطیات الٰہیہ مراد ہے جیسا کہ تفسیر خزائن العرفان میں ہے:

نعمتوں سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں اور وہ بھی جن کا حضور سے وعدہ فرمایا نعمتوں کے ذکر کا اس لئے حکم فرمایا کہ نعمت کا بیان کرنا شکرگزاری ہے۔[خزائن العرفان،ص۱۰۹۷]

قرآن پاک میں ہے:

”وما أوتيتم من شئ فمتاع الحيوة الدنيا و زينتها و ما عند الله خير و أبقىٰ أ فلا تعقلون“ [القصص:٦٠]

ترجمہ کنزالایمان: اور جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے وہ دنیوی زندگی کا برتاوا اور اس کا سنگار ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

حدیث پاک میں ہے:

عن ابی برزة الاسلمی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "لا تزول قدما عبد یوم القیامة حتی یسأل عن عمره فیم أفناه؟ و عن علمه فیم فعل فیه؟ وعن ماله من أین اکتسبه؟ و فیم أنفقه؟ و عن جسمه فیم أبلاه؟" [سنن ترمذی ج ۴، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، ح ۲۴۲۵]

ترجمہ: قیامت کے دن بندہ اس وقت تک اللہ کی بارگاہ میں کھڑا رہے گا، جب تک کہ اس سے چار چیزوں کے بارے میں پوچھ نہ لیا جائے اس نے اپنی زندگی کیسے گزاری؟ اس نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ اس نے مال کہاں سے کمایا؟ اور کیسے خرچ کیا؟ اس نے اپنا جسم کس کام میں کھپائے رکھا؟

●●●●●●

﴿ملفوظ نمبر ۱۵﴾

''جو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب عظیم الشان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے زمین و آسمان میں قابل ذکر بنا دیتا ہے جو شخص اللہ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ماں باپ، زن و فرزند، وعترت و خاندان بلکہ سارے جہاں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے وہ ناقص مسلمان ہے ولایت و خلافت کی اصل یہی محبت ہے۔''

درج بالا ملفوظ قران کریم کی آیت مقدسہ اور حدیث قدسی کا خلاصہ ہے:

قران کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''فَاذْكُرُونِيْ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْن'' [البقرۃ:۱۵۲]

ترجمہ کنز الایمان: تو میری یاد کرو میں تمھارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

اس آیت کے تحت علامہ جلال الدین سیوطی حدیث قدسی نقل فرماتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! جب تو مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں بھی تجھے خوب یاد کروں گا اگر تو مجھے کسی مجمع میں یاد کرے گا تو میں ملائکہ کے مجمع میں یاد کروں گا فرمایا اس سے بہتر مجمع میں یاد کروں گا اگر تو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوگا تو میں تیرے ایک قدم قریب ہوں گا اگر تو میرے پاس چل کر آئے گا تو میں تیرے پاس دوڑ کر آؤں گا۔[الصحیح للمسلم، ج۲،ص۳۴۱]

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ان الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن وداً''

[مریم:۹٦]

ترجمہ کنز الایمان: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت کردے گا۔

اسی آیت کے تحت علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''یعنی اپنا محبوب بنائے اور اپنے بندوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے کہ فلانا میرا محبوب ہے جبریل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر حضرت جبریل آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا ہے سب اس کو محبوب رکھیں تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کر دیجاتی ہے۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مومنین صالحین و اولیائے کاملین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے جیسے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلطان نظام الدین دہلوی اور حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر حضرات اولیائے کاملین کی عام مقبولیتیں ان کی محبوبیت کی دلیل ہیں۔[تفسیر خزائن العرفان]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے سے وہ سلوک کرتا ہوں جو وہ میرے متعلق گمان رکھتا ہے۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ تنہا میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی تنہا اسکا ذکر کرتا ہوں اگر وہ مجھے کسی محفل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک قدم اس کے قریب ہوتا ہوں اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔[الصحیح للمسلم ج ۲، ص ۳۴۱]

امام ابن ابی الدنیا نے ابو المخارق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات میں ایک ایسے شخص کے قریب سے گزرا جو عرش کے نور میں تھا میں نے پوچھا یہ کوئی فرشتہ ہے بتایا گیا نہیں۔ میں

نے پوچھا یہ کوئی نبی ہے بتایا گیا نہیں نہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرمایا یہ وہ شخص ہے جو دنیا میں رہتا تھا تو اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی تھی اور اس کا دل مساجد کے ساتھ معلق رہتا تھا اور یہ اپنے والدین کو گالی گلوچ نہیں کرتا تھا۔[تفسیر درمنثور، ۱/ ۳۹۷]

بلاشبہ کسی بھی مسلمان کا ایمان اس وقت تک کامل، مکمل، مضبوط نہیں ہوگا جب تک کہ کائنات میں سب سے زیادہ محبت رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہ ہو جائے۔

حدیث پاک میں ہے:''**عن انس بن مالک رضی الله تعالی عنهما قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: لا یؤمن احدکم حتی أکون أحب الیه من والده و ولده و الناس أجمعین**'' [الصحیح البخاری]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

حدیث پاک ہے:''**وعن أبی هریرة قال: قال رسول الله -صلی الله علیه وسلم: من قعد مقعدا لم یذر الله فیه کانت علیه من الله ترة، ومن اضطجع مضطجعا لا یذر الله فیه کانت علیه من الله ترة**''

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کسی مجلس میں بیٹھے جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے تو وہ اس کے لیے اللہ کی طرف سے حسرت وخسارہ ہوگی اور جو کسی خوابگاہ میں لیٹے کہ اس میں اللہ کا ذکر نہ کرے تو یہ بھی اس پر اللہ کی طرف سے ندامت ہوگی۔

تشریح: اس حدیث میں مجلس سے مراد ہر جائز مجلس ہے جو کہ گندگی وغیرہ سے خالی ہو لہذا قضائے حاجت کی مجلس، اسی طرح شراب خوروں کی مجلس اس سے مستثنیٰ ہے ان موقعوں پر خدا تعالی کا نام لینا بے ادبی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب کسی دینی یا دنیاوی مجلس میں بیٹھو اور جب بھی سونے کے لیے بستر پر دراز ہو تو اللہ کا ذکر ضرور کرلو ورنہ کل

قیامت میں ان اوقات کے ضائع ہو جانے پر کف افسوس ملو گے۔ بعض لوگ ہر وقت درود شریف پڑھتے رہتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے، مومن کی کوئی حالت ذکر اللہ سے خالی نہ چاہیے۔ [مراۃ المناجیح سوم ۳۱۷، ۳۱۸]

حدیث پاک ہے:

"وعن ابی موسی قال: قال رسول الله -صلی الله علیه وسلم: مثل الذی یذکر ربه والذی لا یذکر مثل الحی والمیت" متفق علیه.

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابوموسی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثال جو رب کا ذکر کرے اور جو نہ کرے زندہ و مردہ کی سی ہے۔

تشریح: یعنی جیسے زندہ کا جسم روح سے آباد ہے مردہ کا غیر آباد، ایسے ہی ذاکر کا دل ذکر سے آباد ہے غافل کا دل ویران یا جیسے شہروں کی آبادی زندوں سے ہے مردوں سے نہیں ایسے ہی آخرت کی آبادی ذاکرین سے ہے غافلین سے نہیں، یا جیسے زندہ دوسروں کو نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے مردہ نہیں، ایسے اللہ کے ذاکر سے نفع و نقصان خلق حاصل کرتی ہے غافل سے نہیں یا جیسے مردے کو کوئی دوا یا غذا مفید نہیں ایسے ہی غافل کو کوئی عمل وغیرہ مفید نہیں اللہ کا ذکر کرو پھر دوسرے اعمال، ذاکر مر کر بھی جیتا ہے غافل زندہ رہ کر بھی مردہ ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ اس میں اشارۃ ارشاد ہوا کہ **حی لایموت** کا ذکر ذاکر کو حیات غیر فانیہ بخش دیتا ہے۔ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔ (مرقا) مسلم شریف میں ہے کہ جو گھر اللہ کے ذکر سے آباد ہو وہ زندہ ہے اور جو گھر اس کے ذکر سے خالی ہو وہ مردہ ہے گھر سے مراد مومن کا دل ہے کہ وہ اللہ کا گھر ہے مبارک ہے وہ جو اس گھر کو آباد رکھے منحوس ہے وہ جو اسے ویران کردے۔

[مراۃ المناجیح سوم ۳۰۵، ۳۰۶]

حدیث پاک ہے: **"وعن أبی ذر قال: قال رسول الله -صلی الله علیه وسلم: یقول الله تعالی: من جاء بالحسنة فله عشر امثالها وازید، ومن جاء بالسیة فجزاء سیة مثلها او اغفر، ومن تقرب منی شبرا تقربت منه ذراعا، ومن تقرب منی ذراعا تقربت منه باعا، اتانی یمشی اتیته**

ھرولۃ، ومن لقینی بقراب الارض خطیۃ لا یشرک بی شیا لقیتہ بمثلھا مغفرۃ" رواہ مسلم.[مراۃ المناجیح سوم ۳۰۷]

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے جو ایک نیکی کرے اسے دس گناہ ثواب ہے اور زیادہ بھی دوں گا اور جو ایک گناہ کرے تو ایک برائی کا بدلہ اس کے برابر ہی ہے یا اسے بخش دوں اور جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کے ایک گز نزدیک ہو جاتا ہوں اور جو مجھ سے ایک گز نزدیک ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باع (جب انسان دونوں ہاتھ سیدھے کر کے پھیلائے تو داہنے ہاتھ کی انگلی سے بائیں ہاتھ کی انگلی تک کو باع کہتے ہیں یہ کلام تمثیلی طور پر ہے۔مطلب یہ ہے کہ اگر تم اخلاص کے ساتھ تھوڑے عمل کے ذریعے قرب الہی حاصل کرو تو رب تعالی اپنے کرم سے بہت زیادہ رحمت کے ساتھ تم سے قریب ہوگا) قریب ہو جاتا ہوں جو میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے میں اس کی طرف دوڑتا ہوں اور جو کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائے پھر زمین بھر گناہ لے کر مجھ سے ملے تو میں اتنی ہی بخشش کے ساتھ اس سے ملوں گا۔ [مرأۃ المناجیح سوم ص ۳۰۷]

حضرت سرکارنمازی علیہ الرحمہ کے مذکورہ ملفوظات پر طائرانہ نظر ڈالنے سے اندازہ ہوا کہ حضرت سرکارنمازی علیہ الرحمہ جہاں عامل بالسنۃ، متصلب فی الدین، اور مسلک و مذہب کے مخلص ترجمان بھی تھے، وہیں خشیت اِلٰہی، عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اور خوف آخرت کے جذبوں سے سرشار بھی تھے، بلاشبہ اللہ عزوجل کے نیک بندوں کی شان یہی ہوا کرتی ہے، قولہ تعالیٰ: "**انما یخشی اللہ من عبادہ العلما**"

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت سرکارنمازی علیہ الرحمہ کے درجات کو بلند فرمائے، آمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

●●●●●●

HAFIZEE GRAPHICS BASOPATTI MADHUBANI - Mob: 9321007827